www.KitaboSunnat.com
صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اکرم
پیغمبر امن وسلامتی
مفتی محمد شفیع

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم پیغمبر امن و سلامتی

مفتی محمد شفیع

www.KitaboSunnat.com

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس نمبر ۱۴۸۵ - اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

سلسلہ مطبوعات	:	۱۵
نام کتاب	:	رسول اکرمؐ بحیثیت پیغمبر امن وسلامتی
مصنف	:	مفتی محمد شفیعؒ
سرورق	:	سید مبین الرحمٰن
نگران طباعت	:	حیران خٹک
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، اسلام آباد
اشاعت اول	:	دسمبر ۱۹۸۸ء
اشاعت دوم	:	مارچ ۱۹۹۱ء
اشاعت سوم	:	دسمبر ۲۰۰۴ء
تعداد	:	۳۰۰۰
قیمت	:	-/24 روپے

ناشر

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

دعوۃ و تبلیغ ہر مسلمان کا نہ صرف انفرادی فریضہ ہے بلکہ بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کی اجتماعی اور معاشرتی ذمہ داری بھی ہے۔ قرآن مجید نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو جا بجا مسلم معاشرہ کی امتیازی خصوصیت قرار دیا ہے۔ صدر اسلام میں مسلمانوں کا گھریلو ماحول' معاشرتی فضا' نظام تعلیم' طرز حکومت' غرض ہر چیز کی تشکیل اس انداز سے ہوتی تھی کہ ہر فرد ایک داعی اور مبلغ بن کر اٹھتا تھا۔ اس کی گھریلو تربیت اس کو اسلام کے ایک پرجوش کارکن کے طور پر تیار کرتی تھی۔ وہ جس معاشرتی فضا میں پھلتا پھولتا تھا وہاں اس کے چہار سو اسلامی اقدار جلوہ گر اور اسلامی تعلیمات روبہ عمل نظر آتی تھیں۔ وہ جس نظام تعلیم کے تحت علم حاصل کرتا تھا اس کا بنیادی مقصد اور فلسفہ ہی معیاری مسلم شہری پیدا کرنا تھا۔ وہ جس حکومت کا شہری تھا اس کا مقصد اولین قرآن نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ٹھہرایا تھا۔

لیکن آج بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ آج ہمارے گھریلو ماحول میں اسلامی رنگ نظر آتا ہے نہ معاشرہ میں اسلامی اقدار کو وہ تقدس' بالادستی اور پذیرائی حاصل ہے' نہ نظام تعلیم دینی خطوط پر استوار ہے اور نہ طرزِ حکومت کی اساس خالصتاً اسلامی ہے۔ اس لیے آج ایسے حضرات خال خال ہی دستیاب ہوتے ہیں جو محض اخلاص' دینی جذبہ اور خالصتاً للہ دعوت و تبلیغ کو اپنی زندگی کا مقصد وحید اور نصب العین بنائے ہوئے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ دور جدید کے تقاضوں اور اسالیب ابلاغ سے بھی واقف ہوں اور ان سے کام بھی لیتے ہوں۔

ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ اس کو داعی اول واعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسلوب دعوت اور مقصد دعوت سے کما حقہ واقفیت ہو۔ اس کو معلوم ہو کہ جس چیز کی دعوت دینی ہے وہ کیا ہے۔ وہ جانتا ہو کہ اس کو کس طرح اور کس طریقہ سے دعوت دینی ہے۔ اس کو اس کا بھی اچھی طرح شعور ہو کہ اس دعوت سے اس کے پیش نظر کس مقصد کا حصول ہے' کیا خالص رضائے الٰہی اس کا مقصد ہے یا کوئی اور دنیوی غرض پیش نظر ہے۔

ماضی بعید میں ان موضوعات پر الگ سے کسی تصنیف و تالیف اور کسی جداگانہ تربیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی ضرورت نہ تھی۔ نظام تعلیم افراد تصنیف کر رہا تھا اور ماحول اور معاشرہ ان افراد کو ضروری تربیت فراہم کر رہا تھا۔ لیکن جب افرادی تصنیف، ماحولی تربیت اور معاشرتی تعلیم کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو اہل علم نے اس طرف توجہ دینا شروع کی اور دوسرے ذرائع سے کام لے کر اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ آج اسلوب دعوت اور طریق دعوت پر علمی انداز سے کام کرنے کی بھی ضرورت ہے اور الگ سے تربیت افراد کی بھی۔

دعوۃ اکیڈمی یہی دونوں کام کر رہی ہیں۔ اس کے مقاصد میں ایسے علمی و فکری مواد کی تیاری اور نشرواشاعت شامل ہے جو دینی دعوت کو دور جدید میں علمی اور سائنسی وسائل کے ذریعہ پیش کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو اور داعیان اسلام اور مبلغین دین کو علمی اور فکری طور پر مسلح کر سکے۔

زیر نظر کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ایک گراں قدر اور مفید تصنیف ہے، جس میں فاضل مصنف نے سیرت نبویؐ کے ایک ایسے پہلو پر روشنی ڈالی ہے جس کے بارے میں مفکرین اہل مغرب اور متغربین اہل مشرق نے بہت سی غلط فہمیاں دانستہ یا نادانستہ پیدا کی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس مفید کتابچہ کے مطالعہ سے ہمارے اہل علم اور بالخصوص دعوت دین کے میدان میں کام کرنے والوں کو ایسے کئی اعتراضات سے نمٹنے میں مدد ملے گی جو مغربی طرز فکر سے متاثر لوگ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔

ڈائریکٹر جنرل

دعوۃ اکیڈمی

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ پیغمبر امن و سلامتی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سیدنا محمدن المصطفیٰ ومن یھدیہ اھتدیٰ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، جس کے سننے سنانے کے لیے یہ مجلس منعقد کی گئی ہے، در حقیقت شریعت اسلام اور قرآن کریم کی عملی تصویر کا دوسرا نام ہے جو اپنے دامن میں انسانی زندگی کے ہر دور اور ہر گوشے کے لیے ایسی اہم ہدایات رکھتی ہے کہ ان کے بغیر کسی نظریہ اور کسی نظام میں انسان کی فلاح و بہبود ناممکن اور ان کو مکمل طور پر اختیار کرنے میں دین و دنیا کی مکمل فلاح و کامیابی یقینی ہے۔ ہر شعبہ زندگی اور اس کی متعلقہ ہدایات کے اعتبار سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف صفات و حیثیتیں ہیں اور ہر صفت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اپنی تحریر و تقریر کا موضوع بنایا جائے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

لیکن یہ ظاہر ہے کہ کسی ایک مجلس یا ایک مقالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک صفت یا ایک حیثیت کو بھی پورا بیان کر دینا کسی کے بس میں نہیں۔ اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا کوئی اجمالی خاکہ پیش کر دیا جائے۔ احقر نے اپنے مقالے کا عنوان "امن عالم کی حیثیت" کو قرار دیا ہے۔ اسی کے متعلق اپنی قدرت اور بصیرت کی حد تک کچھ عرض کر رہا ہوں، جس کو اقبال مرحوم نے اپنے ایک شعر میں بڑی بلاغت کے ساتھ بیان کر دیا ہے

مزدکی ہو کہ فرنگی ہو مس خام میں ہے
امن عالم تو فقط دامن اسلام میں ہے

اس دنیا میں انسانوں کے مختلف طبقات میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، بچے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر بوڑھے تک' ان پڑھ جاہل سے لے کر ایک ماہر عالم اور بڑے سے بڑے فلاسفر تک' ہر شخص کی جدوجہد اور محنت وکوشش میں اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ اگرچہ محنت اور کوشش کی راہیں مختلف ہیں مگر آخری مقصد سب کا ایک ہی قدر مشترک ہے اور وہ ہے "امن وسکون کی زندگی"۔

کسی نظریے کی صحت یا نظام میں خوبی یا خرابی کو جانچنے کا سیدھا سادا راستہ بھی یہی ہے کہ اصل مقصد کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے کہ یہ نظریہ اور نظام ہمیں اس مقصد تک پہنچاتا ہے یا نہیں اور اگر پہنچاتا ہے تو مکمل یا ادھورا۔ اور جو نظریہ اور نظام ہمیں اس مقصد تک پہنچانے میں کامیاب ہے وہ صراط مستقیم ہے اورجو مقصد تک پہنچانے میں ناکام یا مقصد سے دور کرنے والا ہے وہ باطل اور گمراہی ہے اور جو کسی درجہ میں مقصد سے قریب کرتا ہے وہ ناقص اور ادھورا ہے۔

اس اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد آیئے دنیا کے قدیم وجدید نظریات اور نظاموں پر نظر ڈالیے اور پھر رسول کریم صلی علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ کی تعلیمات کا مطالعہ کیجئے اور سب کو اس نظر سے دیکھیے کہ ان میں سے کون سا نظریہ اور نظام ایسا ہے جو پوری دنیا اور تمام اولاد آدم کو مکمل امن و سلامتی اور سکون واطمینان بخشنے میں کامیاب ہے۔

اس نظریاتی مقابلے میں اگر آپ نے اپنے ذہن کو گردوپیش کے تاثرات اور گروہی عصبیتوں سے آزاد رکھ کر غور کیا تو بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو اس کا ایک ہی جواب ملے گا کہ امن عالم کا ضامن نظریہ اور نظام صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپؐ کی تعلیمات پر منحصر ہے۔

اس معاملہ کی تفصیل اور تجزیہ میں جانے سے پہلے اس بات کو پیش نظر رکھئے کہ کسی قاتل ناحق کو قصاصاً قتل کرنا' یا کسی چور کو سزا دینا' یا کسی بدمعاش کو مار پیٹ کرنا' ڈاکوؤں کے منظم گروہ سے جنگ کر کے ان کے جرم کو روکنا یا ختم کرنا' اگرچہ بظاہر کچھ انسانوں کو تکلیف میں ڈالنا یا ضائع کرنا ہے مگر یہ کسی سمجھدار انسان کے نزدیک عام دنیا کے امن وسلامتی کے منافی نہیں بلکہ عام انسانوں کے امن و سکون اور سلامتی و اطمینان کا واحد ذریعہ ہے۔ اگر چند جرائم پیشہ لوگوں کو سزائیں دے کر تکلیف میں نہ ڈالا جائے تو پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کا سکون برباد ہو جاتا ہے اور پوری دنیا بدامنی اور بے چینی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد اور غزوات اور آپؐ کے قائم کردہ حدود و تعزیرات سب اسی حقیقت پر مبنی ہیں جو اصلاح حال کی ساری تدبیروں سے مایوس ہو جانے کے بعد آخری علاج کے طور پر عمل میں لائی گئی ہیں۔ اب اصل مسئلے کی تنقیح کے لیے آگے بڑھیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریہ اور نظام

میں نے اس جگہ دو لفظ استعمال کیے ہیں ایک نظریہ دوسرا نظام۔ نظریہ سے مراد عقیدہ ہے جس کو انسان صحیح اور حق سمجھتا اور مقصود زندگی کو اس کے تابع چلاتا ہے اور نظام سے مراد طریقہ کار ہے جس کے ذریعہ کسی مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔

انہیں دونوں چیزوں کے بگاڑ اور سنوار پر دنیا کی پوری قوموں کا بگاڑ اور سنوار موقوف ہے۔ جس کا نظریہ اور عقیدہ ہی غلط ہو گیا اور جس نے اپنا مقصد زندگی ہی کسی غلط چیز کو بنا لیا اس کا نظام کار کتنا ہی مستحکم اور معقول ہو وہ کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا اور جس کا نظریہ اور مقصد تو صحیح مگر نظام کار غلط یا ناہموار ہے وہ بھی اپنی اس بد عملی سے اس نتیجے کو حاصل نہیں کر سکتا جو صحیح عقیدے اور نظریے پر مرتب ہونا چاہیے۔

رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کے لیے امن و سلامتی کی ضمانت لے کر تشریف لائے ہیں آپؐ نے دنیا کو نظریہ بھی وہ دیا جو عقل و فطرت کی رو سے بالکل حق اور صحیح ہے اور نظام بھی وہ عطا فرمایا جو ہر شعبہ زندگی میں نہایت آسان اور فطری اور سو فیصد کامیاب ہے۔

اسلامی نظریے کے تین بنیادی اصول

اسلامی نظریہ جس کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ تین اصولوں پر مبنی ہے: توحید' رسالت' آخرت اور توحید کا حاصل یہ ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اور حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ کو مانا جائے۔ اس کی مخصوص صفات' کمال علم' قدرت' خلق' تقدیر وغیرہ میں اس کے سوا کسی مخلوق کو شریک یا برابر نہ ٹھہرائیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ اس جہان میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے اذن اور مشیت سے ہوتا ہے۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ بھی نہیں ہل سکتا' سارا جہان اس کی مِلک اور مملکت ہے' اس میں صرف اسی کا حکم اور قانون چلنا چاہیے' اس کے مخالف کوئی حکم اور قانون قابل عمل نہیں بلکہ قابل رد ہے۔ ہاں اس نے اپنے کرم سے مباحات کا ایک بہت بڑا وسیع دائرہ رکھا ہے جس میں انسانوں کو اپنے اپنے زمانے اور مقام کے تقاضوں کے مطابق قانون سازی کا حق دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب عقیدۂ توحید نے انسان کو یہ بتلایا کہ سارے جہان کا مالک و پروردگار ایک ہے اسی کا حکم ماننا ہے' اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام کرنا انسانیت کے خلاف ہے تو یہیں سے عقیدۂ رسالت خود بخود شروع ہو جاتا ہے' کیونکہ اللہ جل شانہ کی بلکہ دنیا میں کسی انسان کی پسند و ناپسند کو کوئی انسان محض اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا جب تک اسی کی طرف سے اس کا علم نہ ہو اور احکام الٰہیہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالٰی ہی کے بتلانے سے معلوم ہو سکتے ہیں اور ہر انسان اس کا اہل نہیں ہو سکتا کہ براہ راست اللہ تعالٰی اس کو خطاب فرمائیں۔ اس لیے رسول کا واسطہ ضروری ہوا جو اللہ تعالٰی کے احکام بتلائے اور ان پر عمل کے ایسے طریق بتلائے جو اللہ تعالٰی کی پسند کے موافق ہوں' اس کا ہر قول اور فعل احکام الٰہیہ کا ترجمان ہو۔

اور جب پہلے دو عقیدوں سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالٰی کے احکام کی اطاعت رسول خدا کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق کرنا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی جرم ہے تو یہیں سے تیسرا عقیدہ آخرت کا پیدا ہوتا گیا' جس میں انسان کے بھلے برے اعمال کا حساب اور ان کی جزا وسزا کا ہونا عقلاً ضروری ہو گیا ورنہ احکام اور رسول کا بھیجنا فضول ٹھہرتا ہے۔

غرض کہ یہ تین اصولی عقیدے ایک دوسرے پر مرتب ہیں اور ان سب کی بھی اصل بنیاد توحید ہے۔ وہی درحقیقت انسان کی ہر صلاح وفلاح' امن وسلامتی' سکون و اطمینان کا سرچشمہ ہے جس کی تشریح عنقریب آ جائے گی۔ اسلامی عقائد کی تفصیل اور تشریح کا یہ مقام نہیں۔ اجمالاً اتنا ہی کافی ہے۔

نظامِ زندگی

جو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عطا فرمایا۔ ظاہر ہے کہ اس کا رشتہ اسی نظریہ توحید وخدا پرستی کے ساتھ وابستہ ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ اس کی وسعت میں وہ تمام اسباب معاش بھی آنے چاہئیں جو ایک انسان کو دنیا میں عافیت واطمینان کے ساتھ باعزت زندہ رہنے کے لیے ضروری ہیں گویا اسلامی نظام ایک سلسلہ ہے جس کا ایک سرا خالق کائنات سے ملتا ہے اور دوسرا سرا مخلوق سے وابستہ ہے۔ اس رشتہ اور سلسلے کو عرف میں دین یا مذہب کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطری مذہب وہی ہو سکتا ہے جو دین و دنیا اور معاش و معاد دونوں کی کامیابی کا ضامن ہو۔

دین فطرت اور صحیح مذہب وہی ہو سکتا ہے جو خالق و مخلوق دونوں کے حقوق کو اپنی اپنی حد میں پورا کرے اور جس کے ذریعہ سے ایک انسان بیک وقت اللہ تعالیٰ سے بھی پورا تعلق قائم رکھے اور تمام مخلوقات سے بھی۔ اپنے نفس اور اہل وعیال سب متعلقین کی ضرورتیں بھی پوری کرے اور اپنے مالک وخالق کو بھی ہر قدم پر راضی رکھے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رُسل کے آنے کا مقصد وحید خالق ومخلوق میں اسی رابطہ کو مستحکم و مضبوط بنانا اور خلق خدا کو اسی نظام کا پابند بنانا رہا ہے۔ تمام آسمانی کتابیں اسی نظام کی تشریح وتکمیل کے لیے نازل ہوئیں۔ اور اسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے۔ کوئی آسمانی شریعت اور مذہب ایسا نہیں جس میں خدا و خلق دونوں کے حقوق کی ادائیگی اور تعلق مع اللہ اور تعلق مع الخلق کی ہمواری کا اہتمام نہ کیا گیا ہو، جس کو دوسرے لفظوں میں معاش (یعنی دنیوی زندگی) اور معاد (یعنی اخروی زندگی) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اپنے اپنے زمانے میں ہر رسول و نبی معاش و معاد دونوں کی صلاح وفلاح کا ضامن ہو کر آتا رہا ہے۔

اور تجربہ شاہد ہے کہ معاد یعنی اخروی زندگی سے قطع نظر کر لی جائے تو معاش یعنی دنیوی زندگی بھی ہموار اور پرلطف نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح معاش سے قطع نظر کر کے معاد کی فکر بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نصاریٰ کے دین میں جو رہبانیت "یعنی ترک دنیا" کی تعلیم بتلائی جاتی ہے وہ بھی عیسائیت کی اختراع ہے۔ نہ خدا تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے نہ ان کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے۔ اسی طرح قرآن کریم نے یہ واضح کر دیا:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ : (الحدید: ۲۷)

انہوں نے رہبانیت کی بدعت خود نکالی ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا۔

غرض نہ معاد کے بغیر معاش درست ہو سکتا ہے اور نہ عادةً معاش کے بغیر عام لوگوں کے لیے معاد کی فکر کامیاب ہو سکتی ہے اور ہر آنے والا رسول چونکہ خدا اور خلق کے درمیان ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس کا اصل فریضہ یہی ہوتا ہے کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے معاد کے ساتھ معاش کو بھی درست کرے اور معاد کی اہمیت اور اولیت کو ان کے ذہنوں سے غائب نہ ہونے دے۔ وہ جس قدر اس فریضے کی ادائیگی میں کامیاب ہوتا ہے' اسی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

(البقرہ)

یعنی ہم نے ان رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ انہیں درجات کامیابی کا نتیجہ ہے۔

فرائض رسالت میں آنحضرت ﷺ کا کامیابی تمام انبیاء علیہ السلام پر فائق ہے

ہمارے آقا سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدالرسل اور امام الانبیاء قرار دینے کی بڑی وجہ بھی اِصلاح خلق کے بارے میں آپؐ کی وہ حیرت انگیز کامیابی ہے جو تمام انبیاء سابقین کے مقابلے میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔

میدان حشر میں حسب تصریحات حدیث نبوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام انبیاء سابقین کی امتوں سے زیادہ بھی ہوگی اور فائق بھی۔

جس زمانے' جس ملک اور جس قوم میں آنحضرت مبعوث ہوئے وہ اصلاح سے انتہائی دور تھی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا زمانہ انتہائی ظلمت وگمراہی کا زمانہ تھا جس میں تقریباً پورا عالم انسانیت مشرق سے لے کر مغرب تک خدا سے اپنا رشتہ یکسر توڑ چکا تھا۔ انسان خدا اور آخرت کو بھلا کر دنیا کے عام جانوروں کی طرح صرف پیٹ بھرنے اور چند روزہ راحت ولذت حاصل کر لینے کو ہی اپنی معراج کمالی سمجھ بیٹھا تھا۔ قرآن کریم نے اسی صورت حال کو بیان فرمایا۔

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ لوگ صرف دنیا کی زندگی میں مگن ہو گئے اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے۔

اور حقیقت شناس اہل بصیرت کے نزدیک ان کی مثال اس وقت اس بچے کی سی تھی جو ایک کروڑ روپے کے چیک کو پھینک کر ایک جھنجھنے پر راضی ہو جائے۔ حقیقت شناس لوگوں کی نظر میں صرف دنیا پر مٹنے والے لوگ سب کے سب نابالغ بچے ہیں جو حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ دانائے روم نے خوب فرمایا: ؎

خلق اطفال اند جز مرد خدا
نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر خدا اور آخرت کو بھلا دینے والا در حقیقت رنگین پردوں کو اپنا محبوب سمجھ بیٹھتا ہے۔ یہاں ضرورت ہوتی ہے کسی حقیقت شناس صاحب بصیرت کی جو اس نگاہ کو ان پردوں سے آگے بڑھا کر مقصود اصلی تک پہنچائے۔ مولانا جامیؒ نے فرمایا۔

ہمہ اندر زمن ترا زین ست
کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست

اور جب کوئی ان رنگین پردوں کا فریب خوردہ' حقیقت سے روشناس ہو جاتا ہے تو بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے ؎

جزاک اللہ چشم باز کر دی
مرا با جان جاں ہمراز کر دی

اس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ میں نے جس چیز کو اپنا محبوب بنایا ہوا تھا وہ محض ایک فریب تھا محبوب تو وراء الوراء ہے ؎

کچھ بھی مجنوں جو بصیرت تجھے حاصل ہو جائے
تو نے لیلیٰ جسے سمجھا ہے وہ محمل ہو جائے

غرض خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعثت وہ زمانہ ہے جب تقریباً ساری دنیا خدا' آخرت اور معاد کا سبق قطعاً بھلا کر صرف معاش کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ انسان اپنی اصلی حیثیت کو بھلا کر زیادہ سے زیادہ ایک ہوشیار جانور بن کر رہ گیا تھا جو اپنی ہوشیاری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوسرے جانوروں پر حکومت کرتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئینہ حقیقت نما دکھلا کر ان کو ان کی اصلی صورت و شکل اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کیا جس کا حاصل خدا شناسی اور خدا پرستی ہے۔ اور جیسا کے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تصور معاد کے بغیر معاش بھی کبھی ہموار نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ان کے معاش میں طرح طرح کی ناہمواریاں' ظلم و جور' چوری ڈاکہ' بدمعاشی' عیاشی' بے حیائی بری طرح چھا گئی تھی۔

یہ وہ سنگلاخ زمین اور ظلم و ظلمت سے لبریز فضا تھی جو سیدالرسلؑ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلاح کے لیے عطا ہوئی۔ پھر اس وقت کی دنیا اگرچہ خدا اور آخرت کو ساری ہی بھلا چکی تھی مگر انسانی معاشرت' تہذیب اور تعلیم کے اعتبار سے اس کے خطوں میں خاصا تفاوت تھا۔ مصر و شام 'ہند و چین معاشی علوم وفنوں اور اس کے ساتھ انبیاء سابقین کی لائی ہوئی تہذیب کے مٹے ہوئے آثار میں دوسرے ملکوں اور خطوں سے ممتاز تھے۔ خصوصاً شام میں انبیاء بنی اسرائیل اس کثرت سے مبعوث ہوئے تھے کہ مٹتے مٹتے بھی ان کی تعلیم کے بعض آثار وہاں قائم تھے۔

مگر رب العزت نے اپنے آخری رسول کی پیدائش اور بعثت کے لیے ان سب مہذب اور تعلیم یافتہ ممالک سے ہٹ کر اس خطے کا انتخاب فرمایا جو نہ زراعتی ملک تھا نہ تجارتی۔ نہ صنعتی اور تعلیمی بلکہ اس ملک کے باشندوں کا امتیاز ہی یہ تھا کہ امیین "یعنی ان پڑھ" کہلاتے تھے انہیں میں آپؐ پیدا ہوئے اور انہیں میں جوان ہوئے۔ انہیں میں مبعوث ہوئے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ ۝

(الجمعہ : ۲)

میں حق تعالیٰ نے آپ کے اسی کمال کو واضح فرمایا ہے کیونکہ کسی بڑے ماہر ڈاکٹر کا کمال اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کو کسی سسکتے ہوئے قریب المرگ مریض کا علاج کرنا پڑے اور وہ اس میں کامیاب ہو۔ اہل عرب عموماً جاہل تھے بجز ان چند افراد کے جو ملک شام وغیرہ میں جا کر کچھ تعلیم حاصل کر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی موقع نہیں ملا کہ کسی تعلیمی جگہ میں چند روز قیام کر کے وہیں سے کچھ سیکھ لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کا امی ہونا آپؐ کی شان رسالت کے لیے طرۂ امتیاز بنا

اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اعلیٰ وصف امی ہونا تھا۔ یہ یاد رہے کہ امی کے معنی ان پڑھ کے ہیں یعنی جس نے کسی انسان سے پڑھا نہ ہو۔ اس کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ بے علم ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سب سے پہلی نازل ہونے والی صورت اقراء میں یہ بتلا دیا ہے کہ علم حاصل ہونے کی جیسے ایک صورت معروف و مشہور یہ ہے کہ استاد اور قلم کے ذریعے حاصل کیا جائے اس طرح ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بدون ان واسطوں کے براہ راست علم عطا فرما دے۔ اسی طرح سورۃ مذکور میں علم بالقلم کے بعد علم الانسان مالم یعلم: (العلق : ۴) فرما کر اس دوسری قسم کی طرف اشارہ فرما دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ امی تھے آپ نے کسی استاد سے کچھ نہیں سیکھا مگر حق تعالیٰ نے آپ کی تعلیم کا خود تکفل فرمایا اور آپ کو تمام علوم اولین و آخرین کے خزانے عطا فرما دیئے۔

امی لوح خوان ماوحی

نقد یثرب سلالہ بطحا

آپؐ کی زبان مبارک پر علم و حکمت کے وہ راز کھلے جن کو سن کر دنیا کے عقلا و فلاسفر حیران رہ گئے آپؐ کی ہدایات و تعلیمات خود ہی معجزہ اور بہت بڑا معجزہ بن کر لوگوں کے سامنے آئیں۔ ان کو سننے والا یہ یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف نہیں بلکہ علیم و خبیر کی دی ہوئی ہدایات ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تربیت کی حیرت انگیز خصوصیات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف علم کے خزانے عطا ہوئے بلکہ تعلیم و تربیت کے وہ انداز بھی آپؐ کو سکھا دیئے گئے جن سے کام لے کر آپؐ نے ان جاہل، ناسمجھ خودرائے، مغلوب الغضب، جنگجو لوگوں کو انسان کامل بنا دیا۔ اور یہ قریب الموت بیمار نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صرف شفایاب ہوئے بلکہ دنیا کے لیے مسیحا ثابت ہوئے۔ دنیا کے انصاف پسند غیر مسلم آج تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاست اور عدل وانصاف کا لوہا ماننے پر مجبور ہیں۔ مسٹر گاندھی کا ہدایت نامہ ابھی تک بہت سے لوگوں کو یاد ہو گا جو انہوں نے اپنے کانگرسی وزراء کو لکھا تھا جس میں یہ ہدایت درج تھی کہ ابو بکرؓ و عمرؓ جیسی حکومت کرو۔ اور جب اس پر ان کے ہم مذہب بعض ہندوؤں نے غیرت اور عصبیت کی بنا پر اعتراض کیا کہ آپ نے ہندو مصلحین میں سے کسی کا نام کیوں نہیں لیا تو مسٹر گاندھی نے اس کا جواب بھی اپنی انصاف پسندی سے یہ دیا کہ ہندو مصلحین کی حکایات زمانہ قبل ازوقت کی کہانیاں ہو کر رہ گئی ہیں زمانہ تاریخ میں مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے بہتر حکومت کی نظیر نہیں ملتی۔

یہ ابوبکرؓ و عمرؓ اسی قوم امیین کے افراد تھے۔ یہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کہ ان کے یہ علمی اور اخلاقی کمالات کہاں سے آئے۔ یہ نہ کسی تعلیمی درسگاہ کے فاضل تھے نہ کسی آکسفورڈ یونیورسٹی کے سند یافتہ تھے۔ انھوں نے صرف نبی الانبیاء حکم الحکماء کی چند روز صحبت پائی تھی جو کچھ سیکھا وہیں سے سیکھا۔

دل میں سمائی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ تو خلافت راشدہ کے اعضاء ہیں اس کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں ان پر پڑتی ہیں لیکن جن لوگوں نے عرب کے حالات قبل از اسلام اور بعدازاسلام کا کبھی موازنہ کیا ہو وہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک صحابی آپؐ کا مستقل معجزہ ہے۔ ان کی علمی اخلاقی کایا پلٹ بلاشبہ معجزہ ہی ہو سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ابتدائی زندگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے چالیس سال تو ایسی خاموشی اور یکسوئی میں گزرے کہ مکہ کے باشندے آپ کی ثقاہت وامانت اور شرافت نفس کے ایسے قائل تھے کہ پورے مکے میں آپؐ کا لقب امین مشہور تھا۔ مگر کسی بازار، کسی جلسے، کسی ہنگامے میں کبھی شرکت نہیں فرمائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر اور شاعری عرب کی فطری چیز تھی۔ ہر مرد و عورت شعر کہتا اور اس کو اپنے قومی جلسوں میں سناتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان امتیاز کو واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس ظاہری وجہ شہرت سے الگ رکھا اور قرآن میں فرما دیا۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ

(یٰسین : ٦٩)

یعنی "ہم نے ان کو شعر نہیں سکھایا اور شعر گوئی آپ کے لیے شایان شان ہے بھی نہیں"۔

غرض چالیس سال تو بالکل خموشی اور یکسوئی میں گزرے۔ اس کے بعد جب عہدہ نبوت ورسالت عطا ہوا، وحی الٰہی کا فیضان ہوا تو تاریخ شاہد ہے کہ زمانہ نزول وحی کے ابتدائی تیرہ سال جو مکہ میں گزرے ہیں وہ آپ کے اور آپ کے رفقاء مسلمانوں کے لیے سخت اور صبر آزما تھے۔

پوری قوم کی مخالفت اور شدید مشکلات اور حیرت انگیز کامیابی

جہاں بلند آواز سے اذان دینے پر قدرت نہ تھی جہاں دوستی کے جواب میں دشمنی، خیرخواہی کے جواب میں پتھراؤ، کلمہ حق کے جواب میں گالیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان حالات میں کوئی اصلاحی اسکیم کتنے قدم چل سکتی اور بڑے سے بڑا مصلح اعظم کیا کر سکتا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا داد صلاحیت اور حکمت ودانشمندی اور خلق خدا کی ہمدردی و خیرخواہی کے جذبے کے ساتھ انتھک کوشش اور مایوس کن حالات سے مایوس نہ ہونا ایسے اوصاف تھے جو آخر میدان جیت کر رہے۔

مکی دور زندگی تو انہیں حالات میں گزرا۔ مدینہ طیبہ کی ہجرت کے بعد کا دس سالہ دور ایسا ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے سکون اور تعمیری پروگراموں کو بروئے کار لانے کا زمانہ کہا جا سکتا ہے لیکن یہی دس سالہ دور ہے جس میں بدر و احد، خندق و خیبر، فتح مکہ وحنین کے عظیم الشان معرکے اور اسی طرح کے ستائیس غزوات ہوئے جن میں خود سرور کائنات بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور سنتالیس وہ معرکے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ہیں جن میں وہ خود تشریف نہیں لے گئے صحابہ کرامؓ کو بھیجا گیا' جن کو سرایا کہا جاتا ہے۔ ستائیس غزوات اور سنتالیس سرایا کل چوہتر معرکے ہیں جو ان دس سال میں سر کرنے پڑے۔ اسی میں دوسری قوموں سے معاہدات اور ان کی طرف سے عہد شکنی کے واقعات بھی سامنے آئے۔ اگر دنیا اور اقوام دنیا کے حالات سے موازنہ کیا جائے تو کیا کسی کو کوئی تصور ہو سکتا ہے کہ اس طرح کے نرغوں میں گھری ہوئی کوئی حکومت اپنے اس دس سالہ دور میں کوئی پروگرام بروئے کار لا سکتی ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھوں نے دیکھا کہ اسی دس سالہ عہد نبویؐ میں پورا جزیرۃ العرب اسلام کے زیر نگین آ گیا تھا اس کی ہر بستی اذان و تلاوت قرآن کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔ اور اس کے ہر صوبے' ہر خطے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال بڑے آب و تاب سے اسلامی قانون جاری کر رہے تھے۔

پوری قلمرو اسلامی میں عدل و انصاف مفت' فوری اور جبری تھا۔ امن و امان کا یہ عالم کہ جس خطے میں صدیوں سے کسی کو آزادانہ سفر ممکن نہ تھا ایک کمزور بڑھیا اس میں بڑی آزادی کے ساتھ سفر کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی آپ ہی کے عہد میں پوری ہو گئی تھی کہ "ایک وقت آنے والا ہے جبکہ ایک آدمی صنعا یمن سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا۔ جس ملک میں کسی کی بہو بیٹی کی عزت محفوظ نہ تھی وہاں غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ لوگ جن کا پیشہ رہزنی تھا وہ عام لوگوں کے اموال کے نگران بن گئے تھے۔ خلیج فارس سے لے کر حدود شام تک تو یہ امن و سلامتی اور سکون و اطمینان خود عہد نبویؐ میں پہنچ چکا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پچیس سال گزرنے نہ پائے تھے کہ یہ اسلامی نظریہ اور نظام آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں اپنی برق رفتاری سے بڑھ کر پورے عالم میں پھیل چکا تھا۔

اسلام اور تلوار کا افسانہ

اسلام کی اس حیرت انگیز ترقی سے تو موافق و مخالف ساری دنیا ہی حیرت زدہ ہے یورپین مورخین کی کتابیں اس پر اظہار حیرت سے پر ہیں۔ کچھ متعصب لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان کو کچھ سمجھ میں نہ آتا تو یہی کہنے لگے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اور یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا جھوٹ ہے کہ اس آسمان کے سایے میں ایسا بڑا جھوٹ کوئی نہ بولا ہو گا۔ ساری باتوں سے قطع نظر کر کے کوئی پوچھے کے جن لوگوں کو تلواروں کی جھنکار اور تیروں کی بوچھاڑ کے سائے میں اسلام کا حلقہ بگوش بنا لیا گیا ان کی یہی شان ہوتی ہے جو قرن اول کے عام مسلمانوں میں مشاہدہ کی جاتی تھی کہ اللہ اور اسکے رسول اور اسلام کے ایسے فدائی ہیں کے اس کے مقابلہ میں نہ مال ودولت کی پروا ہے' نہ بیوی بچوں کی' نہ اپنے تن من کی اور کوئی پوچھے کہ تلوار کا کام تو اسلام کے بالکل آخری دس سال میں ہوا ہے۔ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جو اسلام کی اشاعت اور اس میں داخل ہونے والوں کی کثرت نے قریش مکہ کو خوفزدہ کیا ہوا تھا۔ اس وقت کون سی تلوار چل رہی تھی ہاں اسلام کے روکنے کے لیے ہر تلوار اور ہر طاغوتی قوت پوری سرگرمی سے میدان میں آئی ہوئی تھی۔ بلال حبشیؓ کے سینے پر پتھر رکھ کر احد کہنے سے روکا جاتا تھا' سلمان فارسیؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پوچھنے پر طمانچے لگائے جاتے تھے' صہیبؓ رومی پر تیروں کی بوچھاڑ ہوتی تھی' ہر مسلمان ہونے والے پر کوئی ستم نہ تھا جو نہ توڑا جاتا ہو۔ مگر اللہ کے بندے تھے جو ان طاغوتی قوتوں کے زیر سایہ موت سے کھلائیاں کرتے ہوئے مسلمان ہو رہے تھے۔ ہاں یہ بھی تو سوچئے کے تلوار تو جبھی چلی ہو گی جب تلوار چلانے والوں کا کوئی جتھہ' کوئی قوت پیدا ہو گئی ہو گی تو کوئی پوچھے کے ان تلوار چلانے والوں کو کس تلوار نے اسلام کا ایسا فدائی بنا دیا تھا کہ سر کو کفن باندھ کر ہر میدان میں سر بکف کھڑے نظر آتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سفید جھوٹ کی تردید کرنا بھی سچ کی توہین ہے۔

اسلام کی حیرت انگیز کامیابی اس کے اصول و نظریات کا لازمی نتیجہ ہے' کوئی معجزہ نہیں جو اب نہ ہو سکے

ہاں اسلام کی حیرت انگیز ترقی کو ممکن ہے کہ کچھ ناواقف لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ یہ سراسر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اسباب و تدبیر کا اس میں کچھ دخل نہیں لیکن غور کیا جائے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار اور اپنی جگہ یقینی ہیں اور ان فتوحات میں بھی ان کا ظہور کھلا ہوا ہے لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک معجزہ اور خرق عادت تھا جو ہو چکا اب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسلام کا نظریہ اور نظام درجہ اسباب میں بھی ایسی چیزیں ہیں کہ جب انکو پورا پورا عمل میں لایا جائے تو اس کے یہی آثار و برکات ہر زمانے اور ہر ملک میں رونما ہو سکتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اسلامی نظریہ اور اسلامی نظام ہی دنیا میں امن و سلامتی کے ضامن ہیں

مجھے اپنے اس مقالہ میں درحقیقت یہی دکھلانا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ جس نے عام دنیا کو ایک صحیح نظریہ اور مستحکم عادلانہ نظام دیا ہے وہ بجائے خود دنیا کی امن و سلامتی کا ضامن ہے اس کی مزید توضیح کے لیے آیئے ذرا اس نظام کا تجزیہ کر کے دیکھیں کہ اس کی وہ کونسی روح ہے جس کے جلو میں دنیا کی امن و سلامتی گردش کرنا چاہتی ہے۔

کسی عالمگیر تحریک اصلاح کے لیے یہ ظاہر ہے کہ کسی کی انفرادی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی، اجتماعی نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے کہ اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ہر قوم و ملت میں جب کوئی اصلاحی تحریک اٹھائی جاتی ہے تو اس کے پیچھے قوم کی اجتماعی قوت ہی کام کرتی ہے۔

لیکن یہاں ایک دھوکہ بڑے بڑوں کو لگ جاتا ہے اور عام دنیا اسی دھوکہ کی شکار ہے جس کی وجہ سے ان کی اجتماعی کوششیں عالمگیر اصلاح کے معاملہ میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اجتماع اور اجتماعی قوت کا کوئی الگ وجود نہیں ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہو یا زمین سے اگتا ہو بلکہ افراد کے مجموعے کا نام اجتماع اور ان کی مجموعی طاقت اجتماعی طاقت ہوتی ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد صحیح نہیں تو ان کا اجتماع بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ بوگس وناکارہ افراد کی بھیڑ کوئی اصلاحی کام نہیں کر سکتی۔ افراد کا درجہ اجتماع میں ایسا ہے جیسے مشین میں اس کے پرزوں کا۔ جب پرزے ہی درست نہ ہوں تو مشین کی فٹنگ کیسے درست ہو سکتی ہے اور کسی طرح فٹ بھی کر دیا تو وہ دیر تک چل نہیں سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی کام سے پہلے افراد سازی

حکیم الحکماء خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گر کو سمجھا اور اختیار فرمایا ہے کہ کوئی اجتماعی کام کرنے سے پہلے افراد سازی کا کام سب سے زیادہ اہم ہے اور درحقیقت یہی کام سب سے زیادہ مشکل بھی ہے۔ ایک فرد کے ذہن کو صحیح نظریے پر ہموار کرنا پھر اس کے اعمال واخلاق کو اس نظریہ کے مطابق ڈھالنا بڑاوقت اور بڑی محنت چاہتا ہے۔ عطاء نبوت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کل تئیس سال باقی ہے جس میں سے مکی دور کے تیرہ سال پورے صرف اسی افرادسازی کے کام میں صرف ہوئے ہیں۔

نبوّت کا مکی دور صرف افراد سازی میں صرف ہوا

مکی اور مدنی دور کا تجزیہ کرنے والے بعض حضرات اس کو ضعف و قوت کی دو حالتوں میں تقسیم کر کے مکی دور کو ضعف کا اور مدنی کو قوت کا دور قرار دیتے اور احکام وواقعات کو اس کے تابع کرتے ہیں۔

لیکن غور کیا جائے تو صرف ضعف قوت ہی تفاوت احکام کا سبب نہیں بلکہ دوسری حکمتیں بھی ان میں مستور ہیں۔ ورنہ مشرکین مکہ کی زیادتیوں کا کچھ مقابلہ ضعف کے باوجود بھی کیا جاسکتا تھا۔

بظاہر حکمت یہ تھی کہ مکی دور میں افراد سازی ہی کا کام پیش نظر تھا کوئی اجتماعی کام خواہ دفاع کا ہو یا اقدام کا اس کی تکمیل سے پہلے صحیح نہ تھا۔

جب تک کسی مشین کے پرزے درست نہ ہوں تو ان سے کوئی اور فیکٹری کیسے تیار کی جا سکتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کا پہلا کارنامہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں امن اور اطمینان و سکون کے علمبردار ہو کر تشریف لائے تو آپؐ کی نظر حقیقت شناس اس پر پڑی کہ یہ کام نہ تنہا کسی حکومت وسلطنت سے ہو سکتا نہ صرف قانون اور قانونی مشینری سے۔ جب تک انسان کو صحیح معنوں میں انسان نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا جائے اور اس کی صحیح انسانیت سے روشناس نہ کیا جائے۔ اس وقت تک یہ دنیا ظلم وجور، قتل وغارت گری، بے حیائی وبدمعاشی کا جہنم ہی بنی رہے گی۔ کیونکہ حکومت کوئی کام اپنے اعوان وانصار کے ذریعے عمل میں لاسکتی ہے اور کوئی قانون خود کار مشین نہیں ہوتا کہ خودبخود چلے بلکہ اس کو نافذ کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں۔ جب انسان صحیح معنوں میں انسان نہ ہوں تو کوئی قانون، دستور اور کوئی حکومت مفاسد کی اصلاح، جرائم کا سدباب اور دنیا میں امن وامان پیدا نہیں کر سکتی۔ اس لیے مکی دور کے تیرہ سال پورے اس افراد سازی کے کام پر صرف کیے گئے جس میں پیغمبرانہ حکمت کے ساتھ کچھ انسانوں کو انسان کامل بنایا گیا۔

یہ افراد سازی کا کام مکہ مکرمہ کے ایک گمنام گوشے میں ایک چھوٹے سے مکان کے اندر ہوتا تھا جو دارارقم کے نام سے موسوم، صفاد مروہ کے درمیان واقع تھا اور حالیہ توسیع حرم سے پہلے تک موجود ومحفوظ تھا۔

عمربن الخطاب اسی مکان پر ننگی تلوار لیے ہوئے پیغمبر امن وسلامتی کا قصہ ختم کرنے کے قصد سے آئے اور پھر اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر آپ کی غلامی کی سعادت لے کرلوٹے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح کسی خاص قوم یا خاص خطہ ملک یا خاص زمانے کے رسول بن کر نہیں آئے تھے بلکہ آپ کی بعثت اور دعوت پوری دنیا کے جن وانس کے لیے اور تاقیامت پیدا ہونے والی نسلوں کے لیے عام تھی اور فرض منصبی آپ کو یہ سپرد تھا کہ پورے عالم کی اصلاح کرکے سب انسانوں کو دنیا میں امن وسکون اور عزت وعافیت کی زندگی عطاکریں اور ان کو اس قابل بنائیں کہ آخرت میں اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو کر وہاں کی دائمی راحت کے وارث بنیں۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلا کام آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ انسانوں کا ایک مثالی معاشرہ پیدا کرنا تھا جو اس عظیم مقصد میں آپ کے دست و بازو بنیں اور آئندہ اس بارگراں کو خود سنبھالنے کے قابل ہوں۔ یہ افراد سازی کا عظیم الشان کام جو دارارقم کے گمنام گوشے میں شروع ہوا تھا اس کا مختصر عنوان توانسان کو انسان کامل بنانا ہے اور اس کی تفصیل و تشریح وہ پورا قرآن ہے جو مکی دور نبوت میں نازل ہوا جس کی ہدایات کا تجزیہ کرنے سے چند چیزیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہیں جن کو انسان کامل بنانے میں خاص دخل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت۔

۲۔ فکر آخرت۔

۳۔ دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی راحت و کلفت کی حقیقت کا انکشاف۔

۴۔ مخلوقات کے ساتھ معاملے میں ان کے حقوق کی پوری ادائیگی اور اپنے حقوق سے چشم پوشی۔ ان کی ایذاؤں پر درگزر اور اپنی طرف سے ہر حال میں ان کی خیر خواہی اور ہمدردی۔

ابتداء وحی کے وقت کی ابتدائی سورتوں کو پڑھئے تو ان میں سب سے زیادہ زور ذکر اللہ کی کثرت اور حسن عبادت پر دیا گیا ہے اور اس پر کہ تمام پیش آنے والے واقعات وحالات سب اللہ تعالیٰ کے اذن ومشیت کے تابع ہیں۔ اس کے بغیر کسی دوست و دشمن کی مجال نہیں کہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان پہنچائے۔ اور یہ کہ اپنے تمام کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کیا جائے۔ قیامت کے حساب و کتاب اور جزا و سزا' جنت و دوزخ کی فکر سے کسی وقت غافل نہ ہوں۔ اور یہ کہ دنیا کی زندگی اور اس کی ہر راحت و تکلیف فانی ہے اس پر زیادہ دھیان نہ دیا جائے بلکہ بقدر ضرورت و حاجت روائی اس کو رکھا جائے۔ زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر وعبادت اور اس کو راضی کرنا ہو اور اس راستے میں جتنی مشکلات پیش آئیں مردانہ وار ان کو عبور کیا جائے۔ اور جو مصائب سامنے آئیں ان پر صبر و ثبات سے کام لیا جائے۔ لوگ اگر تمہارے حقوق ادا نہ کریں یا تم پر ظلم کریں تو تم چشم پوشی اور عفو و درگذر سے کام لو۔ اور ان کی خیر خواہی کو کسی حال میں نہ چھوڑو ان کے جو حقوق تمارے ذمہ ہیں ان کو پورا پورا ادا کرو۔ سورۃ اقراء' فاتحہ' مزمل' مدثر جو بالکل ابتدائی سورتیں ہیں ان کا ترجمہ ہی پڑھ لیجیے تو اس کی پوری تصدیق ہو جائے گی اور خلاصہ ان تمام تعلیمات کا یہ ہے کہ انسان کے رخ کو ایک خدا کی طرف پھیر کر اس کے تمام ارادوں اور خواہشات کو حق تعالیٰ کی مرضی کے تابع بنا دیا جائے۔ جس طرح اس کی عبادت صرف اللہ کے لیے ہے اسی طرح اس کے تمام دنیاوی کاروبار' کھانا پینا' سونا جاگنا' چلنا پھرنا اور جینا مرنا' دوستی دشمنی' حب وبغض بھی مرضی مولا کے تابع ہو جائے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝

(الانعام : ۱۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہی مطلب ہے حدیث صحیح میں اسی کو کمال ایمان کی علامت بتلایا گیا ہے۔

من اَحبَّ لِلّٰہ وابغض لِلّٰہ فقداستکمل ایمانہ'

۔ (جامع الاصول ج ا ص ۱۵۳)

یعنی جس شخص نے اپنی محبت بھی اللہ کے لیے وقف کر دی اور بغض و دشمنی بھی اسی کے لیے اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ اسی صفت کے حاصل ہونے سے انسان انسان کامل اور پورے عالم کے لیے وجہ سکون واطمینان بنتا ہے یہی وہ انسان ہوتا ہے جس سے نہ کسی چوری اور بدمعاشی کا اندیشہ' نہ دھوکہ' فریب یا ایذارسانی کا خطرہ' نہ گروہی عصبیت اس کے پاس آتی ہے نہ دولت دنیا کی ہوس خام اس کے دامن دل کو داغدار کرتی ہے۔ اس کو دھن ہی ایسی لگی ہے کہ لوگوں سے اپنے حقوق وصول کرنے کی بھی اسے فرصت نہیں دوسروں کے حقوق غصب کرنے کا احتمال کہاں۔

خود چہ جائے جنگ وجدل نیک و بد

کین ولم از صلحہاھم می رمد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا سے مختلف ایک نظریہ لے کر تشریف لائے اور پورے عالم میں اس نظریے کو عام کرنے اور سب کو اس کے زیراثر چلانے کی مہم ساتھ لائے آپ نے اس عظیم مقصد کے لیے نہ ٹینک اور ہوائی جہاز بنائے' نہ قلعہ شکن توپیں اور ایٹم بم اور نہ عالمگیرانداز میں کسی اجتماع اور جماعت سازی کی فکر فرمائی۔ بلکہ سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جس قدر انسان آپ کے ساتھ لگ سکے ان کو مذکورہ بنیادوں پر فرشتہ خصلت بلکہ فرشتوں سے بالاتر ایک مخلوق بنا دیا جو نتیجہ تھا قرآن کریم کی تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا۔

قرآن ورسول کی تعلیم وتربیت سے پیدا ہونے والے مقدس گروہ حزب اللہ اور اس کی مخصوص صفات ایک نظر میں

قرآن و رسول کی تعلیم وتربیت سے جو مقدس گروہ پیدا ہوا حق تعالیٰ نے اس کا نام حزب اللہ رکھ کر ان کی فلاح دنیا و آخرت کی ضمانت دے دی۔ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (المجادلۃ : ۲۲) "یہ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے"۔

اس حزب اللہ کی صفات اور خصوصیات قرآن کریم نے مختلف عنوانات سے بیان فرمائی ہیں۔ بات اگرچہ طویل ہوئی جاتی ہے مگر مقصد کا گہرا تعلق اس سے ہے' اس لیے قرآن ہی کے الفاظ میں اس کے چند نمونے دیکھیے : سورۃ بقرۃ آیت (۱۷۷) میں ارشاد فرمایا :

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

(البقرۃ : ۱۷۷)

سورہ مومنون آیات ۱ تا ۱۱ میں ارشاد فرمایا :

۲۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۔ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔

(المومنون : ۱۔۱۱)

سورہ نور میں ان کی یہ صفت بیان فرمائی :

۳۔ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۔

(النور : ۳۷)

اور سورہ فرقان آیات ۶۳ تا ۶۸ میں اس گروہ کی خصوصیات یہ بیان فرمائیں۔

۴۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○

(الفرقان : ٦٣ ـ ٦٨)

اسی سورۃ میں آگے چل کر فرمایا :

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ (الفرقان : ۷۴)

اور سورۃ فتح آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد فرمایا :

۵ ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

(الفتح : ۲۹)

اس گروہ حزب اللہ کی خصوصیات اور صفات پر مشتمل قرآن کریم کی آیات بیشمار ہیں ان سب کا احاطہ کرنا اس جگہ مقصود نہیں۔ مذکور الصدر آیات سے بھی اس گروہ کی خصوصیات کا ایک خاکہ سامنے آ جاتا ہے جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی تعلیم و تربیت کس نصاب اور کن خطوط پر فرمائی تھی اور آج کوئی شخص یا جماعت اگر اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو اور صحیح انسان اور اچھے افراد پیدا کرنا چاہے تو ان کو یہ کام کس طرح اور کس اصول پر انجام دینا چاہیے۔

مذکور الصدر آیات سے حزب اللہ کی خصوصیات کا جو خاکہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(آیات سورہ بقرۃ سے)

۱۔ اللہ تعالیٰ، روز آخرت، ملائکہ، قرآن اور تمام انبیاء پر کامل ایمان۔

۲۔ اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، سائلوں کی امداد اور غلاموں کی رہائی پر اپنا محبوب مال خرچ کرنا۔

۳۔ نماز قائم کرنا (یعنی اس کے آداب و شرائط کے موافق ادا کرنا)

۴۔ مال کی زکوٰۃ واجبہ ادا کرنا۔

۵۔ کسی سے جو معاہدہ ہو جائے اس کو پورا کرنا۔

۶۔ مصیبت اور فقروفاقے اور دشمن دین سے جنگ کے وقت ثابت قدم رہنا۔

یہ چھ خصوصی اوصاف ہیں جن کے حاملین کو قرآن کی زبان میں صادقین اور متقین کا خطاب دیا گیا ہے۔

(سورۃ مومنون کی آیات سے)

۷۔ نماز میں خشوع۔ یعنی غیر ضروری حرکات سے سکون خواہ حرکت جسمانی ہو یا ذہنی اور فکری۔

۸۔ لغو سے اعراض وپرہیز۔ لغو سے مراد ہر وہ کام، کلام اور مجلس ہے جس میں دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

۹۔ باطنی پاکی کا اہتمام۔ یعنی عقائد اور اخلاق مزمومہ سے اپنے قلب کو پاک رکھنا۔

۱۰۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت۔ بجز ان صورتوں کے جن کی بذریعہ نکاح وغیرہ اللہ نے اجازت دی ہے۔

۱۱۔ اپنے ہر عہدوپیان پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

۱۲۔ سب نمازوں کی پابندی اور اہتمام۔

(سورہ نور کی آیات سے)

۱۳۔ اللہ کی یاد۔ نماز اور روزے زکوٰۃ کا ایسا اہتمام جو دنیا کے ساری فکروں پر غالب ہو اور دنیا کے ہر کاروبار کے ساتھ قائم رہے۔

۱۴۔ روز قیامت اور اس کے حساب کا خوف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ اپنی چال ڈھال میں تواضع اور عجز و بندگی کو سامنے رکھنا۔ تفاخر اور تکبر سے پرہیز کرنا۔
۱۶۔ لڑنے جھگڑنے والوں کے ساتھ سلامت روی کا معاملہ کرنا۔
۱۷۔ رات کے اکثر حصوں کو رکوع، سجدے اور عبادت میں گزارنا۔
۱۸۔ عذاب جہنم سے پناہ مانگنا۔
۱۹۔ خرچ کرنے میں اعتدال سے کام لینا کہ نہ اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کریں اور نہ کنجوسی سے کام لیں۔
۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک یا برابر نہ ٹھہرانا۔
۲۱۔ ناحق کسی کو قتل نہ کرنا۔
۲۲۔ زنا اور بدکاری سے مکمل پرہیز کرنا۔
۲۳۔ جھوٹ کے قریب اور گناہ کی مجالس میں شریک نہ ہونا۔
۲۴۔ اگر کسی بیہودہ کام یا مجلس سے سابقہ پڑجائے تو شریفانہ انداز سے گزر جانا۔
۲۵۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و آیات کو صحیح سمجھنے کی فکر کرنا ان پر اندھا دھند عمل کرنے سے بچنا۔
۲۶۔ اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے لیے کوشش اور دعا کرنا۔

(سورۃ فتح کی آیات سے)

۲۷۔ کفرو کافر کے مقابلہ پر سخت اور دلیر ہونا اسلام اور مسلمانوں کے معاملہ میں رحیم وکریم ہونا۔
۲۸۔ عام اوقات کا "جو ضروریات سے فارغ ہوں" مشغلہ ہی نماز اور رکوع وسجدہ ہونا۔
۲۹۔ ان کے چہروں میں نماز کے آثار و علامات موجود ہونا۔
۳۰۔ تمام معاملات میں صرف اللہ کی رضاجوئی کا اہتمام کرنا۔

یہ ہیں وہ اوصاف اور خصوصیات جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ان پڑھ لوگوں میں پیدا کیے جن کی اعتقادی، علمی، عملی، اخلاقی یا تمدنی کوئی کل سیدھی نہ تھی جس کو دیکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابی آپؐ کا زندہ اور چلتا پھرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معجزہ ہے تو کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اور غور کیا جائے تو ثابت ہو گا کہ یہ تمام اوصاف کمال اور اخلاق حسنہ اسی توحید و رسالت اور خوف آخرت کے پھل پھول ہیں جو اسلام کے بنیادی نظریہ کی حیثیت سے ان حضرات کے قلوب میں سمویا گیا تھا۔

دارارقم کو اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ کہو یا سب سے پہلی خانقاہ اسی میں اس قدسی گروہ کی ابتدا ہوئی اور اسی میں ان پر یہ صبغۃ اللہ (اللہ کا رنگ) چڑھا۔ اور یہی وہ رنگ ہے جو کسی رنگ سے مغلوب نہیں ہوتا۔ یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا کارنامہ اور اسلام کا پہلا سرمایہ اور اصلی طاقت ہے، جس نے برق رفتار سے دنیا کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔

آنحضرت ﷺ کا دوسرا کارنامہ

ماحول یا سوسائٹی کی اصلاح

یہاں تک خموشی کے ساتھ کچھ افراد بنائے گئے جو نظریہ اسلام کے رنگ میں پختہ ہو کر نظام کے عمود بنے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو مہم تھی وہ صرف مکہ یا حجاز والوں ہی کی ااصلاح کی نہ تھی بلکہ پوری دنیا کے مشرق ومغرب اور موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے آپ کی دعوت عام تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جتنے افراد دشمنوں کے نرغہ اور ہرطرح کی مصائب وتکالیف کو برداشت کر کے اس وقت تیار ہوئے تھے وہ پورے عالم کی عالمگیر اصلاح کا کام پورا نہیں کر سکتے تھے۔

اس لیے اب دوسراقدم اس صبغۃ اللہ کو عام کرنے اور حزب اللہ کے افراد بڑھانے اور پھیلانے کی طرف اٹھایا۔ وہ بھی عام دنیا کے مروجہ طریقوں سے مختلف ایک انوکھے انداز سے خالص فطری اصول پر اس طرح اٹھایا گیا کہ اس مکتب فکر کے ہر تربیت یافتہ شخص پر یہ فرض کر دیا گیا کہ وہ اپنے اپنے ماحول کو اپنے رنگ کے مطابق بنانے میں پوری کوشش اور پوری توانائی کو خرچ کرے اور اس راہ میں جان وتن کی بازی لگا دے۔ اور جو ہر کوشش و تدبیر کے بعد بھی ہمرنگ نہ ہو اس سے اپنی برات اور قطع تعلق کا اعلان کر کے اس کو اپنے ماحول سے علیحدہ کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربہ شاہد ہے کہ کسی فرد یا قوم کے بننے اور بگڑنے کا اصل مدار اس کے ماحول اور سوسائٹی پر ہی ہوتا ہے۔ انسان فطرتاً اس سے متاثر ہو کر غیرشعوری طور پر بھی اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ جب تک انسان کا ماحول درست نہ ہو، کوئی تعلیم و تربیت کام نہیں دیتی اور اپنے ماحول اور گرد و پیش میں ایک بھی غیر جنس کا آدمی ہو تو وہ بھی ماحول کو درست کرنے میں سنگ گراں بن جاتا ہے۔ بڑا ہی حکیمانہ مقولہ ہے:

کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

اسی لیے قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص پر یہ ذمہ داری عائد کر دی کہ وہ جس طرح اپنے عمل کی اصلاح کی فکر کرے اسی طرح اپنے اہل و عیال اور خاص احباب کی اصلاح کیلئے بھی ایسی ہی کوشش کرے۔ قرآن کریم نے فرمایا:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ (التحریم: ٦) "یعنی بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے"

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

"یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے کنبہ پر نگران اور ذمہ دار ہے اور قیامت کے روز اس سے اپنے اعمال کی پرسش کے علاوہ اپنے اہل و عیال کے اعمال کا بھی سوال ہو گا۔

نئی نسل کی تربیت

اہل و عیال کی اصلاح کی ایک قسط یہ بھی تھی کہ نئے پیدا ہونے والے بچوں کو شروع ہی سے ایسی تربیت دی جائے کہ ان کے قلب و دماغ اللہ اور اس کے رسول کی عظمت و محبت سے رنگے ہوئے ہوں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی حکیم الحکماء سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصول وضع فرمائے وہ بھی ایسے فطری اور موثر ہیں کہ بغیر کسی مشقت کے بچے کے نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کا مذہبی اور اخلاقی ارتقاء خودبخود ہوتا چلا جائے۔

سب سے پہلا کام جو بچے کی پیدائش کے متصل ماں باپ پر لازم کیا وہ یہ ہے کہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہیں۔ نرے فلسفہ طبعی کے پرستار تو کہیں گے کہ فضول حرکت ہے جو بچہ ابھی اپنی ماں کی زبان بھی نہیں سمجھتا اس کے کان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے عربی جملے ڈالنے سے کیا فائدہ۔ مگر حقیقت شناس سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ درحقیقت ایمان کا بیج ہیں جو کان کے راستہ سے بچے کے دل میں ڈالا گیا ہے اور یہی بیج پرورش پا کر کسی وقت تناور درخت بنے گا۔

دوسرا کام یہ کہ جب بچہ زبان کھولنے لگے تو اس کو سب سے پہلے اللہ کا نام سکھاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کی زبان کلمہ لا الٰہ الاّ اللّٰہ سے کھلواؤ اور یہی کلمہ موت کے وقت ان کو یاد دلاؤ۔

گویا دنیا میں دخول و خروج اسی کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔

پھر جب کچھ سمجھنے بوجھنے کے قابل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت اس کے دل نشین کرے اور سنت کے مطابق ادب وتہذیب سکھائے۔ بچے کے سامنے جھوٹ بولنے غیبت کرنے سے خود بھی پرہیز کرے کہ بچہ ان بری خصلتوں کا عادی نہ بن جائے۔ بچے کے ہاتھ سے اچھے کام میں خرچ کرائے کہ بخل اس کی طبیعت میں جگہ نہ پائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے اخلاق سے بہتر کوئی دولت نہیں بخشی۔ اور فرمایا کوئی شخص اپنے بچے کو ادب وتہذیب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ ہر روز بقدر ایک فطرہ کے مساکین پر صدقہ کیا کرے (تحفہ بحوالہ معجم طبرانی)

قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کی یہ دعا مذکور ہے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذریتنا قرۃ اعین○

(الفرقان : ۷۴)

یعنی "اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما"۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا آنکھوں کی ٹھنڈک یہ ہے کہ ان کو اللہ کی اطاعت میں لگا ہوا دیکھے۔ اس طرح ہر شخص پر اس کے متعلقین کی اصلاح کی ذمہ داری ڈال کر اور اس کو اصلاح وتربیت کے سہل اصول سکھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھر کو ایک تعلیم گاہ بنادیا جس میں غیر شعوری طور پر ہر چھوٹا بڑا صحیح انسانیت کے آداب نہ صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے بلکہ عموماً اس کا خوگر بنتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح خلق کا یہ دوسرا پروگرام بھی کسی جلسے، کانفرنس یا اجتماعی ہنگامے سے نہیں بلکہ فطری اصول کے مطابق دو بنیادوں پر قائم فرمایا۔ اول یہ کہ ہر شخص اپنے ماحول اور سوسائٹی میں اسلامی نظریہ کو حکمت کے ساتھ پیش کرے، وہ نعمت ایمان و عمل صالح، جو اس کو ملی ہے، جس نے اس کو صحیح معنوں میں انسان بنایا ہے، اپنے اہل و عیال اور دوست واحباب کو بھی اس سے محروم نہ رہنے دے۔ کیونکہ ان کی اس سے بڑھ کر کوئی بھلائی یا خیر خواہی نہیں ہو سکتی۔ ان کے ذہن کو اس کے لیے ہموار کرنے میں قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حکمت و تدبیر اور نصیحت وہمدردی استعمال کرے۔ اور وہ مقابلہ پر آجاویں تو مجادلہ حسنہ یعنی ان کو حجت ودلیل سے مغلوب کرنے سے بھی گریز نہ کرے۔

اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ (النحل: ۱۲۰) کا یہی مطلب ہے۔

اس اصلاحی عمل کی دوسری قسط یہ ہے کہ اگر وہ کسی طرح اصلاح قبول نہ کرے اور اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی ہی پر لگا رہے تو اس سے تعلق قطع کر کے اپنے ماحول کو اس کے اثرات سے پاک کر دے اور اس معاملہ میں اس کی بھی پروانہ کرے کہ یہ مخالفت کرنے والا اپنا باپ ہو بیٹا یا خاندان کا کوئی اور فرد۔

سورہ المجادلہ آیت ۲۲ میں ارشاد ہوا:

لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

(المجادلہ: ۲۲)

یعنی "آپ کسی مومن قوم کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھیں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے اور افراد ہوں"۔

اسی قربانی کے نتیجہ میں قرآن کریم نے ان لوگوں کو حزب اللہ کا خطاب اور کامیابی کی خوشخبری دی۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلہ: ۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت اسلام کی اشاعت عام

اس حکمت عملی اور فطری طور پر تدریجی ترقی کا یہ اثر تھوڑے ہی عرصہ میں آنکھوں نے دیکھ لیا کہ یہ حزب اللہ نہ صرف مکہ مکرمہ کے گھر گھر میں داخل ہو گیا بلکہ مکہ سے باہر بھی اس کے افراد پہنچنے لگے۔ اس مقدس گروہ کے سامنے صرف اللہ تعالے کی رضاجوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تھی' اس کے سوا نہ کوئی طمع ان کے قدم میں لغزش کا سبب بنتی تھی اور نہ کسی کا خوف ان کے عزم میں ادنیٰ سستی پیدا کرتا تھا۔

گو مخالف ہوں زمیں و آسماں کچھ غم نہیں
سب گوارا ہے مزاج یار گر برہم نہیں

یہ حزب اللہ جب اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خلق خدا کی خیرخواہی میں سرشار ہو کر اپنی حاصل کی ہوئی دولت انسانیت میں عام کرنے کی دعوت حق لے کر نکلا تو کوئی کوہ و دریا ان کی راہ میں حائل نہ رہا۔

مکہ مکرمہ میں دشمنوں کی کثرت وقوت کے باعث اس دعوت کا مقابلہ شدید تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ سامان کر دیا کہ مدینہ کے کچھ خوش نصیب بزرگ مشرف بہ اسلام ہو کر اس کے لیے تیار ہو گئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں لے جائیں۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا یہ قدم پورے قریش مکہ' بلکہ پورے عرب کی مخالفت اپنے سر لے لینے کے مترادف ہے مگر انہوں نے خوب سوچ سمجھ کر اس پہاڑ کو اپنے سر پر اٹھا لیا۔

ہجرت مدینہ

یہاں ہجرت کے حالات و واقعات لکھنے کی گنجائش نہیں اور میرا مقصد بھی ان سے متعلق نہیں۔ مجھے صرف یہ دکھلانا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو پورے عالم کی ہدایت واصلاح اور پوری دنیا میں قیام امن وامان کا مقصد عظیم لے کر تشریف لائے تھے آپ نے کن اصولوں اور کن طریقوں سے اس مہم کو سر کیا' جس کے نتیجہ نے ساری دنیا کو حیرت میں ڈال کیا۔

مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد دعوت حق کے راستے سے ایک بہت بڑا سنگ گراں تو ہٹ گیا کہ مکہ میں رہتے ہوئے مسلمان ہونا اور رہنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔یہاں مسلمانوں کو اس سے کسی قدر امن ملا اور مسلمانوں کی تعداد بڑی تیزی کے ساتھ بڑھنے لگی۔ یہی وہ مدنی دور نبوت ہے جس میں اسلام کے تمام تعمیری کاموں کا آغاز ہوا اور اسلام کی سب سے پہلی چھوٹی سی حکومت مدینہ طیبہ میں قائم ہو گئی۔ لیکن جس طرح مصلح اعظم کے اصلاح خلق کے لیے ابتدائی کارنامے عام دنیا کے طورو طریق سے مختلف' سادگی اور سہولت پر مبنی تھے اسی طرح اس انوکھی حکومت اسلام کے دستور' قانون اور تنفیذی مشینری بھی ساری دنیا سے مختلف بنی۔ جس میں انصاف نہایت سہل اور فوری اور مفت بلکہ جبری تھا۔ تنفیذ قانون کے لیے بہت پولیس اور پہرے چوکی کی ضرورت نہ تھی۔ جو قانون قرآن میں نازل ہوا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا بس اس کا سن لینا تنفیذ کے لیے کافی تھا۔ کیونکہ تیرہ سالہ دور میں جو مقدس اسلامی معاشرہ تیار کیا گیا تھا ان سب کا حال یہ تھا کہ گویا ہر مرد و عورت احکام شرعی کے لیے گوش بر آواز رہتے تھے۔ حکم سن لینے کے بعد اس کی خلاف ورزی کا وہاں کوئی تصور ہی نہ تھا۔ شراب زمانہ جاہلیت سے عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی تقریباً تمام عرب اس کا عادی تھا اور ابتدائے اسلام میں اس کا پینا حرام بھی نہیں کیا گیا تھا' اس لیے مسلمانوں کو بھی اس سے اجتناب کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بجز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور چند مخصوص حضرات کے جن کی طبائع کو اللہ تعالٰی نے فطرۃ" ایسا بنایا تھا کہ جو چیز آئندہ چل کر قابل نفرت اور حرام ہونے والی تھی' ان کی طبائع قدسیہ پہلے ہی سے ان چیزوں سے نفرت کرتی تھیں اور اسی لئے شراب کے حلال ہونے کے زمانے میں بھی انہوں نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا مگر ان کے علاوہ عام صحابہ کرامؓ اور سب مسلمان اس وقت تک شراب کے عادی تھے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس ام الخبائث کا جو عادی ہو جائے اس کو اس کا چھوڑنا اپنی جان دینے کے برابر گراں ہوتا ہے' مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام کی بنیاد ہی ایسی رکھی تھی کہ اس پر ہر تعمیر نہایت آسان اور پختہ استوار ہوتی تھی۔ جس وقت شراب کی حرمت قطعی طور پر قرآن میں نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی غالباً حضرت ابوہریرہؓ کو حکم دیا کہ مدینہ کی گلیوں میں جا کر یہ منادی کر دیں کہ الا ان الخمر قد حرمت یعنی "خبردار رہو کہ شراب حرام کر دی گئی ہے"۔ ابوہریرہؓ کی ایک آواز نے پورے مدینہ میں جو عجیب و غریب انقلاب پیدا کیا وہ تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس منادی کے وقت بہت سے گھروں میں شراب کا دور چل رہا تھا۔ حالت یہ ہوئی کہ جس کے ہاتھ میں جام تھا اور ہونٹوں کو لگا ہوا تھا اس نے وہیں سے اس کو پھینک دیا جس کے پاس صراحی یا خم یا شراب کا مشکیزہ تھا اس نے فوراً اسے توڑ ڈالا تھوڑی دیر میں مدینے کی تمام گلیوں میں شراب اس طرح بہ رہی تھی جیسے بارش کی رو کا پانی۔ مہینوں تک ان گلیوں سے شراب کی بد بو نہیں گئی۔

بعض صحابہؓ تجارت کے لیے ملک شام سے کثیر تعداد میں شراب لینے کے لیے گئے ہوئے تھے اتفاق سے جس وقت شراب کے سینکڑوں مشکیزے اونٹوں پر لادے ہوئے مدینے میں داخل ہوئے تو وہیں کسی نے شراب کی حرمت کی خبر سنا دی۔ یہ صحابی اگرچہ حرمت کے نازل ہونے سے پہلے اپنا بہت بڑا سرمایہ لگا کر اس کو خرید چکے تھے اور اس وقت اس کے حرام ہونے کا نتیجہ ان کے لیے بالکل دیوالیہ ہو جانے کا تھا مگر

از محبت تلخ ہا شیریں شود

اطاعت رسولؐ کے آگے سارے منصوبے اور ارادے فوراً ختم کر کے شراب کے مشکیزے ایک پہاڑی پر اتار کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ ذکر کر کے حکم رسالت ﷺ دریافت کیا کہ کیا اب اس کو فروخت کیا جا سکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح پینا حرام ہے اسی طرح فروخت کرنا بھی حرام ہے اور اس کے معاوضے میں جو مال حاصل کیا جائے وہ بھی حرام ہے۔

فدا کار صحابی یہ حکم سنتے ہی اپنے شراب کے لائے ہوئے ذخیرے پر پہنچے اور ایک ایک کر کے سب مشکیزوں کو پھاڑ ڈالا اور شراب اسی پہاڑی پر بہا دی۔

آج کی دنیا میں کہیں اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ کسی حکومت کا کوئی قانون اس طرح جاری ہو سکے۔ ابھی دور کی بات نہیں کہ امریکہ میں انسداد شراب کی تحریک چلی اور بالآخر انسداد کا قانون بن گیا۔ شراب کی ہلاکت خیزی اور بدتر مفاسد کی تعلیم و تبلیغ کے لیے سینکڑوں رسالے' اخبار' پمفلٹ اس ملک میں حکومت کے زیر اثر شائع کیے گئے تا کہ لوگوں کے ذہن اس قانون کے لیے ہموار کیے جائیں۔

لیکن اس قانون کا جو حشر امریکہ میں ہوا وہ ابھی تک لوگوں کے حافظہ سے گیا نہیں کہ اعداد و شمار بتلانے والوں نے بتایا کہ اس سال شراب کا خرچ امریکہ میں پچھلے ہر سال سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ پایا گیا۔

اسلام میں حرمت شراب اور انسداد شراب کا موازنہ و مقابلہ تو سب نے دیکھا مگر اس کی حقیقت پر غور کرنے والے کہاں کہ اسلام میں یہ قانون کس طرح کامیاب ہوا اور امریکہ میں کیوں فیل ہوا۔

حقیقت وہی ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ دنیا کا کوئی قانون آٹومیٹک (خودکار) مشین نہیں ہوتی بلکہ اس کو آدمی چلایا کرتے ہیں۔ جب آدمی آدمی نہ رہے تو قانون کا حشر معلوم۔

آج کی دنیا قانون سازی اور تنفیذ قانون کی نئ سے نئ مشینری بنانے میں تو بہت ہوشیار ہے۔ قانون اور قانونی مشینریوں کے جال سے پوری مخلوق خدا کو جکڑ کر رکھ دیا ہے لیکن اس طرف دھیان نہیں دیتی کہ ہماری یہ ساری کوششیں فیل کیوں ہو رہی ہیں جتنی زیادہ حفاظتی پولیس اور اس پر سپیشل پولیس وغیر بڑھتی جاتی ہے' اسی رفتار سے جرائم بڑھتے جاتے ہیں۔

مگر اس کی اصل حقیقت کو یورپ کے مادہ پرست ذہن و فکر کہاں اور کس طرح جانیں کیونکہ انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانے کا پہلا اور آخری قدم ہی یہ ہے کہ اس مادہ اور مادیات کے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں' اس سے اپنا رابطہ درست کریں' اس کے بغیر کوئی انسان صحیح معنی میں انسان نہیں ہو سکتا۔

اور جب تک انسان انسان نہ بنے سارے قانون اور سارے نظام بیکار ہیں ان سے کسی طرح دنیا میں امن قائم نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ لے لیجیے سود اور جوئے کا کاروبار اسلام سے پہلے عرب میں بھی کچھ ایسا ہی عام تھا جیسے آج کل اس کو تجارت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے مگر جب قرآن میں اس کی حرمت نازل ہوئی اور ساتھ ہی یہ حکم بھی آیا کہ ممانعت سے پہلے جو سود کے معاملات ہو چکے ہیں ان میں صرف راس المال لیا اور دیا جائے گا۔ سود کی پچھلی رقم لینا اور دینا بھی جائز نہیں۔ یہ احکام فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں نازل ہوئے جبکہ اسلام تقریبا پورے جزیرۃ العرب میں پھیل چکا تھا احکام کے نازل ہوتے ہی ان تمام معاملات سے عرب ایسا پاک ہو گیا کہ گویا کبھی یہاں یہ معمولات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک بڑی رقم سود کی دوسروں کے ذمہ تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں سب سے پہلے اس رقم کے چھوڑ دینے کا اعلان فرمایا، جس کو حضرت عباسؓ نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ جوئے اور قمار میں اب سے پہلے جو شخص شرکت نہ کرتا اس کو بہت ہی حقیر و ذلیل سمجھا جاتا تھا مگر احکام حرمت نازل ہوتے ہی معاملہ برعکس ہو گیا۔

کہیں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ اس قانون کے جاری کرنے اور اس پر نگرانی کرنے کے لیے کوئی محکمہ پولیس یا خفیہ پولیس کا قائم کیا گیا ہو یا نزول حرمت کے بعد کوئی ایک واقعہ بھی خلاف ورزی کا دربار نبوت میں پیش ہوا ہو۔

دنیا کے عقلا و حکماء اس پر غور کریں کہ آخر اسلامی قانون میں یہ کون سا جادو تھا کہ عمر بھر کی عادات کو ایک منٹ میں ختم کر دے۔ لوگ مال و دولت کے بڑے بڑے سرمایوں سے یک لخت دست بردار ہو جائیں۔

غور کریں تو وجہ وہی ملے گی جس کو پہلے تفصیل سے عرض کیا جاچکا ہے کہ اسلام نے صرف قانون جاری نہیں کیا بلکہ قانون جاری کرنے سے پہلے انسانوں کوایساانسان بنادیا کہ وہ خود ہر برائی سے نفرت کرنے لگے اور ہر بھلائی کے لیے تیار رہنے لگے خواہ اس میں ان کے نفسانی اور ذاتی مفاد کتنے ہی مجروح ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکیم الحکما نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریہ اور نظام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے دو بنیادیں تھیں، اول اخلاقی اور ذہنی تربیت دوسرے قرآن کا قانون عدل وانصاف جس میں صرف حاکمانہ نہیں بلکہ حکیمانہ اور مشفقانہ انداز سے امت کو قانون پر عمل کی دعوت دی گئی اور بصورت خلاف ورزی احکام سزا سنائے گئے۔

آج کی دنیا قانون سازی اور قانون کی تنفیذی مشینری پر تو حکومت کی پوری قوت خرچ کرتی ہے لیکن اخلاقی اور ذہنی تربیت کی طرف اول تو توجہ اور دھیان نہیں اور جو ہے وہ ایسا ناکارہ ہے کہ اس سے اخلاق کی اصلاح کی بجائے اخلاقی گراوٹ اور فساد ہی فساد نتیجے میں آتا ہے۔ کیونکہ ان کی اصلاح وتربیت کی آخری کڑی بھی صرف مادہ اور مادیت ہی تک پہنچتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب انسان کا انتہائی مقصد مادی فوائد ہی ٹھہرے تو کوئی شخص کسی قانون کی وجہ سے اپنے مادی فوائد کو کیوں چھوڑے اور جان ومال کی قربانی کس کیلئے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے۔ یہ کام تو جبھی ہو سکتا ہے جب مادیات سے بالا تر کسی ہستی کو کائنات کا خالق و مالک اور ہر چیز پر قادر تسلیم کر کے اس کی رضا جوئی کی فکر اور اس کی ناراضی سے بچنا آخری مقصد ہو۔ یہاں اس موضوع پر زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ بتلانا صرف یہ تھا ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلام کی اجتماعیت اور مدنیت کا دور شروع ہوتا ہے اور اس کے لیے ایک نظام حکومت قائم ہوتا ہے تو وہ بھی دنیا کی عام حکومتوں کے خلاف بالکل فطری اور سہل و آسان بنیادوں پر اٹھایا جاتا ہے' جس کے لیے آج کل کے دفتری نظاموں کی بھول بھلیاں کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا ہے کہ اسلامی نظام کو چلانے کے لئے دو بنیادی اصول ہیں۔ ایک قانون دوسرے اخلاق اور ذہنی تربیت۔ گویا اس گاڑی کے دو پہیے ہیں جس پر اس کے چلنے کا مدار ہے نفاذ قانون کا سیدھا اور سہل طریق کار آپ نے کسی درجے میں دیکھ لیا۔ اب تعلیم و تربیت کے نظام کو دیکھیے۔

نظام تعلیم و تربیت

اسلام کے نظام تعلیم و تربیت پر نظر ڈالنے سے پہلے ایک سرسری نظر اس پر ڈالیے جو آج دنیا میں محکمہ تعلیم اور اس کے دفاتر' ان میں کام کرنے والوں کی تعداد اور پرائمری اسکول سے لے کر یونیوسٹی تک جو انتظامی جال بچھا ہوا ہے اس پر کروڑں روپے کا خرچ' اور اس خرچ کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے والوں کے تعلیمی مصارف کے بارگراں اور پھر ان سب کے باوجود اس کے نتائج و ثمرات کہ جو بھی علم و فن ان کو پڑھایا جاتا ہے اس کی استعداد فیصدی کتنے آدمیوں میں پیدا ہوتی ہے اور یہ تعلیم ان کے اخلاق و کردار کو کیسا بناتی ہے۔

اس کے بعد حکیم الحکماء سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے نظام تعلیم کو دیکھیے وہ کس طرح فطری اور سہل وسادہ اصول پر مبنی ہے جس میں حکومت کا بھی کوئی بہت بڑا خرچ نہیں اور طالب علم پر تو ایک پیسہ کا بار نہیں۔ اس سے ہر دیکھنے والا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ہر مسلمان کے ہر گھر کو ایک پرائمری اسکول بنا دیا گیا ہے جس میں غیر شعوری طور پر بچے ہوش سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ضروری تعلیم حاصل کرتے جاتے ہیں۔

جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو فطری طور پر اس کو پاکی ناپاکی کی تمیز ہونے لگتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ماں باپ کے لیے حکم ہے کہ اس کو نماز پڑھنا سکھائیں، مسجد میں ساتھ لے جائیں۔ عام مساجد ثانوی مدارس کا کام انجام دیتی ہیں۔ غور کیا جائے تو ہماری مساجد ثانوی مدارس کے قائم مقام ہیں، جہاں ہر طرح کے اہل علم و فضل جمع ہوتے ہیں، ان کے وعظ وپند بھی ہوتے ہیں، ان کی صحبت سے غیر شعوری طور پر وہ علم وحکمت کے دروازے کھلتے ہیں جو بہت سی کتابیں پڑھنے سے بھی میسر نہیں آتے۔

یہ تعلیم تو اہل علم و فضل کی صحبت و تلقین سے حاصل ہو گی، اس کے علاوہ عام مسلمانوں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریضہ عائد کر دیا ہے کہ اگر اپنے کسی بھائی مسلمان کو کسی غلطی میں دیکھو تو اس کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرو، ہو سکے تو ہاتھ یعنی قوت کے ذریعے روک دو، یہ نہ ہو سکے تو زبانی فہمائش کر دو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تم اس کے فعل کو اپنے دل سے برا سمجھو۔ ہاتھ سے روکنے کی صورتیں دو ہیں ایک تو حکام کے لیے جو بزور قانون برائی سے روک سکتے ہیں۔ دوسرے اپنے خاص عزیز دوست یا اولاد کو جن پر ان کا قابو ہے اور زبانی فہمائش ہمدردی کے ساتھ ہر ایک کے لیے ہو سکتی ہے۔

غور کیجئے کہ جب ہر مسلمان کو اس کی ہدایت ہے کہ اس کو جو مسئلہ دین کا معلوم ہو اور اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کو دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو اس سے باز رکھنے کی مقدور بھر کوشش کرے، تو اس اصول سے دینی تعلیم کی اشاعت کس قدر آسان طریقہ پر بالکل مفت بلکہ جبری ہو جاتی ہے۔ نماز گھر میں ادا کی جا سکتی تھی مگر اس کے لیے مساجد کے اجتماع میں ایک عظیم فائدہ یہ تعلیم و تلقین کا بھی مضمر ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے آئینہ بن کر اس کے غلط اقدامات پر اس کو متنبہ کرے تو پوری قوم کی تعلیم اور ساتھ ہی عملی تربیت کس قدر آسان طریقہ پر ہو جاتی ہے، جو نہ کسی اسکول میں ممکن ہے نہ کسی مدرسہ میں۔ ہاں اس حکم کے ساتھ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ دوسرے کو غلطی پر مطلع کرنے کے لیے ہمدردی و خیر خواہی کا جذبہ غالب ہو۔ نرمی کے ساتھ تنہائی میں سمجھایا جائے جس سے اس کو ٹھیس نہ لگے، ضد پر نہ آجائے۔ قرآن کریم نے جہاں حق کی دعوت کا مسلمانوں کو حکم دیا وہیں اس کے لیے یہ شرائط بھی لگا دیں: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل : ۱۲۵) یعنی ”اپنے رب کے راستہ کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو بلاؤ' دانشمندی اور اچھی خیر خواہی کے ساتھ"۔ دانشمندی کا مقصد یہ ہے کہ کہنے سے پہلے اس پر غور کرے کہ مخاطب کو یہ بات کس وقت کس حال میں کس عنوان سے پہنچاؤں جو اس کے دل میں اتر سکے پھر بات بھی اس کی خیرخواہی کے پیش نظر ہو۔ اپنی بڑائی جتلانا یا دوسرے کو رسوا کرنا مقصود نہ ہو۔ اسی لیے موعظة کے ساتھ حسنة کی قید لگا کر اس پر تنبیہ کر دی گئی۔ مسلمانوں کی عام جہالت وغفلت نے جہاں سارے اسلامی اصول وفروع کو مختل کر دیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ اول تو کوئی کسی کو برائی پر ٹوکتا ہی نہیں اور جو کسی کو ٹوکنے کا خیال بھی پیدا ہوتا ہے تو اس میں مذکورہ آداب وشرائط نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ زریں اصول تعلیم واصلاح مساجد و محافل میں لڑائی جھگڑے' اور اختلاف و افتراق کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی دینی امور کے ساتھ مخصوص نہیں تمام دنیوی کاروبار میں ہر وقت کا مشاہدہ ہے کہ بہتر سے بہتر مقوی غذا یا دوا کو اگر غلط طریقہ سے استعمال کیا جائے تو وہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر صحیح عمل کیا جائے تو بچے کے لیے آغوش مادر اور اس کا گھر ایک بہترین مدرسہ بن جاتا ہے اور ہر مسجد ایک ثانوی تعلیم کا بہترین مدرسہ ہو جاتی ہے' جس میں علم کے ساتھ عمل اور تعلیم کے ساتھ ذہنی واخلاقی تربیت ساتھ ساتھ ہوتی جاتی ہے اور تعلیم کا اصل مقصد جو انسان کو انسان کامل بنانا ہے اس کے درجات تدریجاً" طے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم

اب صرف اعلیٰ تعلیم رہ جاتی ہے جس کے لیے قرون اولیٰ میں علماء کی مجلسیں اور درس و تدریس کے حلقے ہر شہر و قصبے میں جاری تھے۔ یہ تعلیم بھی بالکل مفت تھی۔ بعد میں مستقل مدارس اور تعلیم گاہوں کے قیام کی صورت عمل میں آئی۔

دنیوی علوم وفنون اور غیر ملکی زبانوں کی تعلیم

اصول تعلیمات تو سب کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ دینی اور اقتصادی یا ہنگامی ضرورتوں کے لیے جو کام سیکھنا ضروری ہیں ان کا انتظام بھی اس سادہ نظام کے ساتھ جاری رہا۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان کے ذمے یہ خدمت لگائی گئی کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہ کرامؓ کو لکھنا سکھائیں۔ دوسری زبانیں جاننے اور سیکھنے کا بھی بقدر ضرورت انتظام تھا۔ رومی' فارسی اور حبشی زبان جاننے والے صحابہ کرامؓ میں موجود تھے۔

صنعت و حرفت کا انتظام

ضرورت کے مطابق صنعت وحرفت کا سیکھنا سکھانا بھی جاری تھااور اس کے لیے بعض اوقات اس کی بھی نوبت آئی کہ کہیں باہر جاکر سیکھا جائے۔

آلات حرب کی صنعت سیکھنے کے لیے صحابہ کا اہتمام

حافظ حدیث ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہا' غزوۂ حنین میں اس لیے شریک نہیں ہوسکے کہ وہ بعض جنگی سامانوں کی صنعت سیکھنے کے لیے جرش میں مقیم تھے۔ وہاں رہ کر انہوں نے دبابات' ضبور' منجنیق کی صنعت سیکھی۔ (البدایہ والنہایہ بیان غزوۂ حنین ص ۳۴۵ ج ۴)

دبابہ اور ضبور قلعہ کے محاصرہ کے وقت تیروں تلواروں کی بوچھاڑ سے بچ کر قلعہ تک پہنچانے والی ایک قسم کی گاڑی ہے' جس میں بیٹھ کر اس کو چلایا جاتا ہے' اسی کی ترقی یافتہ شکل آج کل کے ٹینک ہیں۔ منجنیق وہ آلہ ہے جس سے بھاری پتھر اٹھا کر پھینکے جاتے ہیں قلعہ شکن توپوں کی ایجاد سے پہلے ان سے کام لیا جاتا تھا۔ محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے کے وقت سب سے پہلے مقام دیبل کے قلعہ پر اس کو استعمال کیا تھا۔

غور کیجئے کس قدر سہل' سادہ' بلا خرچ تعلیم کا نظام ہے' جس کے ذریعے علمی استعداد کی تکمیل' اخلاقی اور ذہنی ارتقاء عمل اور کردار کا استحکام ساتھ ساتھ ہورہا ہے اور تعلیم کا اصل مقصد انسان کو صحیح بنانا کس آسانی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

یہاں ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ اس وقت سادہ زندگی وسادہ معاشرت پوری دنیا میں عام تھی اس کے لیے زیادہ تعلیم کی ضرورت نہ تھی۔ مذکورالصدر نظام تعلیم اس قدر تعلیم کے لیے کافی تھا۔ آج کی دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی' علم و تعلیم کے اتنے بے شمار شعبے ہو گئے کہ ان کے حاصل کرنے کے لیے یہ پچھلا نظام کسی طرح کافی نہیں ہوسکتا۔

لیکن اگر کوئی شخص اسی سادا' مختصر نظام تعلیم کے تعلیم یافتہ حضرات کے کارناموں پر ایک طائرانہ نظر بھی ڈال کر دیکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اسی سادہ نظام تعلیم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم یافتہ حضرات نے حکومت، سیاست و حکمت میں وہ مقام حاصل کیا تھا کہ ساری دنیا کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں۔ صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ نہیں تھے۔ عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ نے کہیں باہر سے علوم حاصل نہیں کیے تھے۔ خالد بن ولید، ابوعبیدہ بن جراح، عمرو بن عاص، عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم اجمعین نے اس سادہ نظام تعلیم کے علاوہ کہیں سے جاکر کچھ نہیں سیکھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو اگر صحیح طور پر حاصل کر لیا جائے تو انسان کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت ایسی نہیں جس کے لیے اس میں بہترین اور واضح ہدایات نہ ہوں۔ شخصی اور خانگی زندگی کے تمام شعبوں سے لے کر قبائلی اور بین الاقوامی معاملات کے متعلق ایسا بہترین دستورالعمل موجود ہے کہ اس پر عمل کیا جائے تو پوری دنیا امن وچین اور اطمینان و سکون کا گہوارہ بن جائے۔

اور یہ بھی ایسی حقیقت ہے کہ جس کو صرف ہم مسلمان ہی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں سے برسرپیکار رہے ہیں ان کو بھی اس کے اعتراف سے چارہ نہیں ہے۔

ایک فرانسیسی مسیحی مدبر کی شہادت

اس کی بے شمار شہادتوں میں سے اس وقت صرف ایک شہادت، ایک ایسے مسیحی شخص کی پیش کی جاتی ہے جو فرانس کا ایک مشہور سیاسی مدبر ہے۔ اس نے مسلمانوں کے حالات وعزائم کا پورا پتہ چلانے کے لیے تیس سال اسلامی ممالک میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے گزارے اور جزائر، تونس، استنبول، مصر و حجاز میں رہ کر عربی زبان اور تمام علوم اسلامیہ حاصل کیے اور واپس جاکر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ثلاثون عاماً فی الاسلام یعنی "اسلام میں تیس سال"۔ اس سیاسی مدبر کا نام ہے: "سولیون روش"۔ اس کی اپنی تحریر کے چند جملے عربی سے اردو میں ترجمہ کرکے پیش کیے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

"میں نے ایک زمانہ طویل اسلام کو گلے لگائے رکھا جس کا مقصد یہ تھا کہ میں کسی طرح امیر عبدالقادر کے خواص میں شامل ہو کر ان کے راز معلوم کروں اور میں اس میں کامیاب ہو گیا۔ امیر موصوف نے مجھ پر پورا اعتماد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیا اور مجھے اپنا سیکرٹری مقرر کر لیا۔

میں اس دین "اسلام" کو جس کی اکثر لوگ برائی کرتے ہیں' اپنی معلومات کے مطابق تمام ادیان و مذاہب سے بہتر پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ایک دین ہے جو انسانی' فطری اور طبیعی اور اقتصادی اور اخلاقی کہلانے کا مستحق ہے۔ میں نے آپ کے تمام قوانین حکومت میں کوئی ایسا قانون نہیں پایا جو اسلام میں پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ میں نے اس قانون کا مطالعہ کیا جس کو "جول سیمون" قانون فطری کہتا ہے تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ پورے کا پورا اسلام سے لیا گیا ہے۔

پھر میں نے اس کی تحقیق کی کہ مسلمانوں کے نفوس میں اس دین نے کیا آثار پیدا کیے تو میں نے دیکھا کہ اس دین نے ان کے قلوب کو شجاعت' شرافت اور سخاوت اور بزرگی سے بھر دیا ہے' بلکہ میں نے محسوس کیا کہ ان کے نفوس ان تمام مضامین عالیہ کے ماہر ہیں جو فلاسفہ اپنی حکمت و دانش سے حاصل کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں شر و فساد' لغو اور جھوٹ کو کوئی نہیں جانتا۔ مسلمان سادہ دل ہیں جو کسی پر بدگمانی نہیں کرتے اور وہ اپنے طلب معاش میں کسی ناجائزو حرام کو استعمال نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے وہ مال ودولت میں اسرائیلیوں اور بعض مسیحیوں سے اکثر کم رہتے ہیں۔

اور میں نے اسلام میں ایسے دو مسئلوں کا بہترین حل پایا جن میں تمام دنیا بری طرح مبتلا ہے۔ ایک تو قرآن کا یہ قول کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ' یعنی "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" جو مساوات کا ایک بہترین اصول ہے۔ دوسرے ہر مال والے پر زکوٰۃ کا فرض عائد کرنا اور فقرا کا حق ان کے مال میں قرار دینا جس کو اگر مالدار نہ دیں وہ جبرا بھی وصول کر سکتے ہیں۔ (الاسلام روح المدینہ مصنفہ مصطفیٰ غلا ئینی قاضی' بیروت ص ۳۹' ۴۰)

(غالبا اس کی مراد زکوٰۃ کے جبرا وصول کرنے سے یہ ہے کہ اسلامی حکومت جبراً زکوٰۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصول کر کے فقراء کا حق ان کو دلوانے کی ذمہ دار ہے)۔
آج کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھر کے جواہرات کو چھوڑ کر دوسرں سے سنگریزوں کی بھیک مانگنے پر تیار ہو گئے۔ کتاب و سنت کی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہو کر اپنے ہر کام میں غیروں کی طرف دیکھنے اور ان کی نقالی کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ اس نے ان کے ہر کام' ہر شعبہ زندگی کو ایک لاینحل معمہ بنا دیا۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کا نظام فطری اصول پر سادہ و سہل اور ہر شعبہ زندگی میں سو فیصدی کامیاب رہا ہے' جس کی بنیاد کتاب وسنت کی تعلیم ہے وقتی اور دنیوی ضرورتوں کے لیے بقدر ضرورت صنعت وحرفت' زراعت و تجارت سبھی کچھ سیکھا اور سکھایا جاتا تھا۔
بات دور چلی گئی' یہاں نظام حکومت یا نظام تعلیم پر کوئی تفصیلی بحث مقصود نہیں؟ بتلانا صرف یہ ہے کہ حکیم الحکماء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام اور ہر چیز کا جو نظام خلق خدا کو عطا فرمایا وہ نہایت مکمل اور مفیدوکامیاب ہونے کے ساتھ سادہ سہل اور کم خرچ بالا نشین تھا۔ جب سے دنیا نے اس کو چھوڑا' قانونی مشینری اور طول طویل دفتری نظام کی بھول بھلیاں تو ضرور وجود میں آئیں جو ایک ظاہر بین شخص کے لیے ممکن ہے کہ نظر فریب ہو مگر نتائج وعواقب کے اعتبار سے دنیا نے مشاہدہ کر لیا کہ وہ بالکل ناکام ثابت ہوئیں۔
آج کی دنیا میں انصاف قائم کرنے اور جرائم روکنے اور ملک میں علم اور اس کے ذریعے اخلاق حسنہ کو عام کرنے کے نام پر ہزاروں مستقل ادارے قائم ہیں' لاکھوں تعلیم یافتہ ماہر ان میں کام کرتے ہیں' اربوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے' مگر نتائج پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز انصاف رخصت ہوتا جاتا ہے' جرئم بڑھتے جاتے ہیں' علم اور تعلیم کا معیار پست ہوتا جاتا ہے۔ اخلاق کی گراوٹ انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور ملک وملت کے بہی خواہ جب اس افراتفری کو دیکھتے ہیں تو ایک پولیس پر دوسری اسپیشل پولیس کا ادارہ ایک خفیہ پر دوسرا خفیہ' ایک ادارہ کی اصلاح کے لیے ایک اور ادارہ قائم کرتے جاتے ہیں اور پھر ہر زمانے میں نتیجہ یہی رہتا ہے کہ

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ وہی ہے جو اوپر بار بار ذکر کی جا چکی ہے کہ قانون اور قانونی مشینری کوئی خود کار مشین نہیں۔ اس کو چلانے کے لیے انسان درکار ہے اور اسی کا قحط ہے۔ بقول سلطان عالمگیرؒ کے دنیا میں وہ چیز جو سب جگہ ہونے کے باوجود نہیں ہے' وہ انسان ہے۔ اور صحیح انسان بننے کا راستہ بجز اسلامی نظریہ توحید و آخرت کے کوئی نہیں۔

اسلامی نظریہ اور نظام کے ثمرات

"امن و امان' عدل و انصاف' سلامت و سکون"

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ سید الانبیاء' سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظریہ اور نظام خلق خدا کو عطا فرمایا اس کے دو بنیادی اصول تھے' اول انسان کو خوف آخرت کے ذریعے اخلاقی و ذہنی اعتبار سے مکمل انسان بنانا' جو مال و دولت' جاہ و حشم اور خواہشات انسانی کی تحصیل میں ایسا مست نہ ہو کہ ہر جائز و ناجائز طریق سے حاصل کرنے کی فکر کرے' دوسروں کے حقوق چھینے اور تکلیف پہنچائے۔ بلکہ دوسروں کے حقوق پورے کرنے کا قوی جذبہ اور اپنے حقوق سے چشم پوشی اور عفوودرگزر اس کا شیوہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جس دنیا میں ایسے انسان آباد ہوں وہاں ظلم و جور' قتل وغارت' فسق و فجور کا وجود کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

دوسرا بنیادی اصول یہ رہا کہ ہر کام میں اچھے برے اور صحیح و غلط' مفید و مضر کا معیار انسان کے اپنے دماغ کی پیداوار سے نہیں بلکہ خالق کائنات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے اصول سے طے کیا جائے۔ اس کے ہر قانون کی بنیاد حکم خدا اور رسول پر ہو اور ہر کام کا مقصد ان کی رضا ہو۔

ان دونوں اصولوں کا لازمی نتیجہ وہ تھا جو دنیا نے آنکھوں سے دیکھا اور اس وقت تک دیکھتی رہی جب تک ان اصولوں پر عمل ہوتا رہا۔ اور آج بھی جس خطہ ملک میں ان پر پورا عمل ہو جائے وہ یقیناً راحت وسکون کی جنت بن سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی پورے عالم کے لیے پیغمبر امن و امان اور سلامتی و راحت بن کر تشریف لائے تھے۔ جس وقت تک دنیا نے آپ کے پروگرام پر عمل کیا امن و چین کا دور دورہ رہا۔ جب چھوڑا تو فتنہ وفساد' ظلم وجور اور طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کے جرائم پھوٹ پڑے۔ دنیا نے امن و امان اور عدل وانصاف قائم کرنے اور انسداد جرائم کے لیے سینکڑوں مختلف قسم کے نظام چلا کر دیکھ لیے اور نتیجہ سب کے سامنے یہ آیا کہ جوں جوں یہ نظام بڑھے، جرائم کا طوفان بڑھا، انصاف رخصت ہوا، امن واطمینان کا کہیں نام نہ رہا۔ اب ذرا اس میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے کچھ پیچھے لوٹ کر دیکھیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے نظام کو زیادہ نہیں تو کچھ عرصہ ہی کے لیے امتحان ہی کے طور پر سہی، آزما کر دیکھیں اور پھر اس کا مشاہدہ کریں کہ دنیا کا امن و امان، راحت و سلامتی، صرف پیغمبر امن وسلامتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدموں سے وابستہ ہے۔

اس کے تاریخی شواہد عہد رسالت اور پھر خلفائے راشدین اور صحابہ وتابعین کے دور حکومت میں مسلسل اور بعد کے زمانوں میں جب کہیں اس نظام کو پورا جاری کیا گیا اس کے ایسے مشاہد ہیں کہ مخالف معاند کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

خیال تھا کہ اس جگہ اس کے چند نمونے تاریخ اسلام سے پیش کیے جائیں مگر اس وقت اس مقالہ کو مزید طول دینا وقت کی گنجائش اور اپنے مشاغل کے اعتبار سے آسان بھی نہیں اور تاریخ اسلام میں ان کے نمایاں اور واضح ہونے کے پیش نظر ضرورت بھی نہیں۔ اس لیے بالفعل اسی پر مقالے کو ختم کرتا ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وانت المستعان وعلیک التکلان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دعوۃ اکیڈمی کے اغراض و مقاصد

☆ دعوت و تبلیغ کے میدان میں تعلیمی، تربیتی اور تحقیقی پروگراموں کی منصوبہ بندی کرنا اور انہیں فروغ دینا۔

☆ مساجد کے ائمہ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے تربیتی پروگرام تیار کرنا۔

☆ دعوتی میدان میں اسلامی لٹریچر کی تیاری اور اس کو پھیلانے کے لیے مناسب منصوبہ بندی۔

☆ دعوتی نقطہ نظر سے سمعی و بصری پروگرام تیار کرنا۔

☆ ملک کے اندر اور باہر دعوت اسلامی کے مقاصد رکھنے والے دیگر اداروں کے ساتھ تعاون اور رابطہ۔

☆ خط و کتابت کے ذریعہ عوام الناس تک دین کی دعوت پہنچانا۔

☆ دعوت و تبلیغ کا ایک بین الاقوامی معلوماتی مرکز قائم کرنا۔

☆ اکیڈمی کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے علاقائی مراکز قائم کرنا۔

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس : 1485 اسلام آباد، پاکستان فون : 92 61751~4, 2262031 فیکس : 2261648

ای میل : dawah@isb.compol.com ویب سائٹ : www.dawahacademy.org